میرے چاروں طرف اندھیرا تھا اور میں فضا میں جھولتا ہوا جا رہا تھا۔ وہ روشنی بھی غائب ہو چکی تھی جو مجھ پر فوکس تھی۔ وہ کون لوگ ہیں اور کیا چاہتے ہیں، اس کا بھی اندازہ نہیں تھا۔ نجانے کتنا وقت گزر چکا تھا۔ پہلی بار مجھے یوں لگا جیسے میں بہت بری طرح پھنس گیا ہوں۔ اتنی بلندی سے اگر میں گر بھی گیا تو میرا کچھ نہیں بچنا تھا۔ میں یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک مجھے یہ صدا آئی کہ تیرا گرنا ہی تیرا اٹھنا ہے، ہر زوالے را کمالے، ایک دم سے اندھیرا چھٹ گیا۔

مجھے کسی طرف بھی سورج دکھائی نہیں دیا اور نہ ہی اس کی سمت کا اندازہ ہوا۔ لیکن نیلا آسمان میرے سامنے واضح تھا۔ میں نے اردگرد دیکھا ،نزدیک ہی بادلوں کے ٹکڑے تھے۔ مجھے لگا کہ میں انہیں چھو سکتا ہوں۔ میں نے نیچے دیکھا تو ایک دم سے ساکت رہ گیا۔ نیچے تا حد نگاہ نیلا سمندر تھا۔ میری نگاہ پڑتے ہی سمندر کی پرسکون سطح پر ہلچل ہونے لگی۔ نیلی سطح پر سفید رنگ کی ایک لکیر ابھری، جو دیکھتے ہی دیکھتے وہ ہلکی سی لکیر دائرے میں گھومنے لگی۔ سمندر کا جھاگ اٹھنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ دائرہ ایک بھنور میں بدل چکا تھا۔ جس میں وسعت آتی چلی جا رہی تھی۔ وہ بھنور اتنا پھیلا کہ میرے سامنے سمندر کی نیلی سطح ایک سفید بھنور کی صورت اختیار کر گیا، جسے میں غور سے دیکھ ہی رہا تھا کہ مجھے یوں لگا جیسے میرے جال کی رسیاں ایک ایک کر کے ٹوٹتی چلی جا رہی ہیں۔

یہ ایک دوسری قسم کی مصیبت تھی۔ یہی وہ ایک لمحہ تھا جس نے مجھے حوصلہ دے دیا۔ اسی ایک لمحے میں یہ خیال آیا تھا کہ یہ اچانک روشنی، سمندر اور بھنور، یہ کچھ اور ہی ہیں۔ میں ایک مشاہدہ، مسافر شاہ کے تھڑے پر کر چکا تھا۔ اس وقت میری پشت پر بابا جی روہی والے کھڑے تھے۔ لیکن اس وقت تو میں فضا میں معلق تھا اور کسی لمحے جال ٹوٹنے کے باعث میں اس سمندر میں گر سکتا تھا۔ اور پھر وہی ہوا، جال ٹوٹ گیا اور میں سیدھا اس بھنور کی طرف بڑھنے لگا، یہاں تک کہ سمندر کی نمی نے میرے ہاتھوں کو چھو لیا۔ میں سمندر میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

میرے سامنے وہ نیلگوں ماحول تھا جو فجر کے بعد سے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے وقت کا ہوتا ہے۔ میں سمندر میں گرتا چلا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ سمندر کی تہہ میں موجود گارے تک جا پہنچا۔ ہر جانب نیلگوں روشنی تھی۔ دور دور تک صاف دکھائی دے رہا تھا۔ دفعتاً میری نگاہ اپنے وجود پر پڑی، جو بالکل ٹرانسپیرنٹ تھا۔ سفید دھوئیں کی مانند یا پانی کے بلبلے کی طرح۔ سانس لینے میں مشکل یا دباؤ جیسی کوئی کیفیت میں نے محسوس نہیں کی۔ میں اپنا جائزہ لے رہا تھا کہ سامنے سے سیاہ دھبے واضح ہو کر رنگین مچھلیوں کے جھنڈ میں بدل گئے۔ سرخ پیلے اور نارنجی رنگ کے ساتھ سیاہ دھاریاں آنکھوں کو بہت بھلی لگ رہی تھیں۔ وہ سب میرے قریب سے گزر گئیں اور میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ میری راہ میں کچھ دیر تک ایسی ہی بے شمار رنگ برنگی مچھلیاں دکھائی دیتی رہیں، میں جن کے رنگوں میں کھو کر رہ گیا۔ ایسے ایسے آبی پودے دکھائی دینے لگے جو پہلے کبھی نظر میں سے نہیں گزرے تھے۔

اچانک میری دائیں جانب سے شارک نمودار ہوئی، اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ وہ ان معصوم اور خوبصورت مچھلیوں کو نگلتی چلی جا رہی تھی۔ اس کے کھلے ہوئے منہ اور تیز دانتوں سے مجھے ایک دم ہی سے نفرت ہونے لگی۔ میرا جی چاہا کہ میں اس کے ظلم سے ان چھوٹی مچھلیوں کو بچاؤں، یہ سوچ ابھی میرے دماغ میں گھوم رہی تھی کہ اچانک سامنے سے ایک دیوہیکل دریائی گھوڑا نمودار ہوا، شارک اسے دیکھ کر بھاگنے لگی، مگر اس نے اپنا بڑا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سامنہ کھولا اور سانس کے ذریعے اسے کھینچا، وہ شارک اس کے منہ میں آدھی ہی گئی تھی کہ دریائی گھوڑے نے اسے کاٹ لیا۔ شارک کے جسم کا آدھا حصہ پانی میں تیرنے لگا۔ خون کے پھیلنے کی وجہ سے پانی سرخ ہونے لگا۔ کچھ دیر بعد جب پانی صاف ہوا تو شارک کے جسم کا آدھا حصہ کچھوے جیسی عجیب وغریب قسم کی آبی مخلوق کی زد میں تھا۔ وہ اسے لے کر نکل جانا چاہتے تھے، جبکہ دیوہیکل دریائی گھوڑا پانی ہی میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ وہ کچھ دیر ایسے ہی رہا اور پھر پرسکون ہو کر ایک جانب بڑھ گیا۔

میں بھی اس دریائی گھوڑے کے ساتھ چل دیا۔ وہ میرے آگے تھا اور میں اس کے پیچھے۔ پتہ نہیں ہم نے کتنا سفر طے کیا تھا۔ مجھے دکھائی دیا کہ سامنے لکیروں کی صورت میں کافی سارا پانی مختلف رنگوں کا تھا، جو گدلا ہو رہا تھا۔ دریائی گھوڑا اپنی مستی میں آگے ہی آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ سانپ کے جیسے ایک بازو نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دریائی گھوڑا تڑپا، ایک ہی جھٹکے میں اس نے وہ بازو خود سے الگ کیا تب تک دو بازو اسے گھیر چکے تھے، وہ ان سے بنرد آزما تھا کہ ایک اور بازو نے اسے جکڑ لیا۔ وہ آکٹوپس تھا۔ دریائی گھوڑے نے بہت مزاحمت کی مگر وہ خود کو ان بازوؤں سے الگ نہ کر سکا۔ شارک کو نگل جانے والا دریائی گھوڑا، آکٹوپس کے سامنے بے بس تھا۔ یہاں تک کہ اس کی مزاحمت جاتی رہی۔ وہ بے بس وہ کر ساکت ہو گیا۔ آکٹوپس کے سبھی بازو اس سے چمٹ گئے۔ کچھ دیر بعد وہ بازو الگ ہوئے تو دریائی گھوڑا جیسے تھا ہی نہیں۔ وہ اس کے بازوؤں ہی میں تحلیل ہو گیا تھا۔ پانی ایک بار پھر سے گدلا اور سرخ ہو چکا تھا۔ جب ماحول صاف ہوا تو آکٹوپس بڑی مستی میں ایک جانب بڑھ گیا۔ مجھے تجسس ہوا کہ اس آبی دنیا میں اس پر بھی کوئی بھاری ہے؟ میں اس کے ساتھ ساتھ بڑھتا چلا گیا۔

بہت دور آگے گہرا اندھیرا بڑھنے لگا۔ لیکن اس گہرے اندھیرے میں رنگ برنگی روشنیاں ٹمٹما رہی تھیں۔ جیسے چھوٹے چھوٹے بلب جلتے بجھتے ہوئے دور تک جاتے دکھائی دیں۔ کئی لہریں دور تک جاتی ہوئی دکھائی دیں۔ آکٹوپس مستی میں آگے جا رہا تھا۔ وہ روشنیاں گہرے اندھیرے میں تھیں جو بہت خوبصورت دکھائی دے رہی تھیں۔ میرا دھیان اس کی خوبصورتی میں گم ہو گیا۔ اچانک آکٹوپس کا بازو لرزنے لگے جیسے بے جان ہو گئے ہوں۔ چند لمحے بعد بنا تڑپے وہ بے جان ہو گیا اور وہ کسی انجانے منہ میں غائب ہونے لگا۔ لمحوں میں اس آکٹوپس کو نگل لیا گیا تو گہرا اندھیرا چھٹنے لگا۔ روشنیاں بھی مدہم پڑنے لگیں۔ نیلگوں روشنی میں مطلع صاف ہوا تو دیکھا وہ ایک بہت بڑی جیلی فش تھی۔ اس نے اپنے کو چھپانے کے لئے آگے پیچھے ایسا گدلا پن چھوڑ دیا تھا کہ کوئی اسے نہ دیکھ سکے مگر اس نے اپنی طرف کشش کے لئے روشنیاں دکھائی تھیں۔ میں آبی دنیا کے مشاہدے میں تھا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس سے بھی بڑی اور ظالم مخلوق کون سی ہے۔

☆.....☆.....☆

دوپہر ہو چکی تھی، جب رونیت کور کے ساتھ جسپال سنگھ چھ منزلہ عمارت کے سامنے رکشے میں آن رکا۔ چندی گڑھ کے وی آئی پی روڈ جس پر ایسی کئی عمارتیں ہیں۔ انہی میں سے ایک عمارت کی تیسری منزل پر رونیت کور کا فلیٹ تھا۔ لفٹ کے ذریعے وہ دونوں فلیٹ تک جا پہنچے۔ دروازہ کھولنے کے بعد وہ اندر گئے تو جسپال نے پہلے سادہ سی رونیت کور کو دیکھا، پھر ایک نگاہ فلیٹ کے اندر ڈالی۔ پھر اس نے ایک مہنگے صوفے پر بیٹھتے ہوئے خوشگوار لہجے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''رونیت۔! یہ فلیٹ تمہارا ہی ہے نا، ہم کسی دوسرے کے فلیٹ میں تو نہیں گھس آئے؟''

''ہوں.....'' رونیت کور نے ہنکارا بھرا اور پھر کھڑے کھڑے بولی ''یہاں آنے والے ہر بندے کو ایسا محسوس نہیں ہوتا، تم بیٹھو، میں آ کر بتاتی ہوں، کچھ پینا چاہو تو فریج میں سے لے لو۔'' یہ کہہ کر وہ اندر کی جانب چلی گئی۔ جسپال نے فریج میں سے ٹھنڈا مشروب نکالا اور دوبارہ پھر سے صوفے میں آ گھسا۔ کچھ دیر بعد رونیت کور واپس آئی تو اس نے شارٹس کے ساتھ سلیولیس ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کا گورا بدن ہی نہیں جھلک رہا تھا، بلکہ قریب مائل بدن کی چکناہٹ تک کا احساس ہو رہا تھا۔ اس نے اپنے گیسو پونی میں باندھے ہوئے تھے۔ وہ ننگے پاؤں اس کے پاس آ کر صوفے کی دوسری طرف آلتی پالتی مار کر بیٹھ گئی۔

''تمہارا کون سا روپ اصلی ہے؟'' جسپال نے کہا ایک اور لمبا گھونٹ لیا۔

''دونوں ہی۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا پھر ایک لمحہ خاموشی کے بعد خوشگوار انداز میں بولی ''جسپال جی، گرودوارے تو اس طرح نہیں جایا جا سکتا نا، اور یہاں گھر میں، ایسے ہی رہتی ہوں میں، یہ لگژری فلیٹ میں نے خود خریدا ہے۔ اور یہاں جو کچھ دکھائی دے رہا ہے یہی میرا لائف سٹائل ہے۔ تم مجھے مذہب کے معاملے میں بہت کٹڑ اور باقی زندگی میں الٹرا ماڈرن کہہ سکتے ہو۔''

''میرے کیا کام آ سکتی ہو؟'' جسپال نے دوٹوک انداز میں پوچھا

''جیسا کام تم چاہو۔'' اس نے جسپال کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا

''تم نے مجھے اتنی جلدی اتنی ساری معلومات دے دیں ہیں کلیان سنگھ کے بارے میں، اس سے لگتا ہے کہ تمہارا نیٹ ورک کافی مضبوط.....'' اس نے کہنا چاہا تو رونیت کور بولی

''نہیں، جس طرح تم سوچ رہے ہو، ویسا میرا کوئی نیٹ ورک نہیں ہے، ہاں کالج کا ایک گروپ ہے جو کافی مذہبی ہے، اس کے لئے میں نے اپنی زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی آپشن نہیں ہے۔ میں اکیلی ہوں اس دنیا میں۔ میں کمپیوٹر سوفٹ ویئر انجینئر ہوں۔ ہمارے ایک پروفیسر صاحب ہیں، وہ بھی بہت مذہبی ہیں۔ سمجھو، وہی ہمیں لیڈ کرتے ہیں، وہی ہمارے ذمے کام لگاتے ہیں اور ہم نے کبھی اس کام کے بارے نہیں پوچھا۔''

میں بھی زیادہ تفصیلات میں نہیں جاتا، میں صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ سندو کی تلاش ہم کیسے کر پائیں گے۔ اس کے بارے جو معلومات مجھے ملی ہیں، وہ میں نے تمہیں اور سیوک سنگھ کو بتا دی ہیں۔'' جسپال نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ رونیت کور بھی سوچنے والے انداز میں اس کے چہرے پر دیکھتی رہی۔ چند لمحے یونہی گذر گئے۔ پھر سرسرانے والے انداز میں بولی

''دیکھو، میں ایک سوفٹ ویئر انجینئر ہوں۔ میرے پاس جو مہارت ہے اس کی آخری حدوں تک میں تمہارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں۔ میں نہیں جانتی کہ میری یہ مہارت تمہارے کس قدر کام آ سکتی ہے۔''

''یہ میرے کیا کام آ سکتی ہے؟'' جسپال نے عام سے انداز میں پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے کہا نا کہ مجھے نہیں پتہ، ہاں لیکن تم جو سوچو، اس کے لئے میں کچھ نہ کچھ کر سکتی ہوں۔ اس کے لئے میں تمہیں ایک چھوٹا سا تماشا دکھا سکتی ہوں۔'' رونیت کور نے مسکراتے ہوئے کہا

''کیسا تماشا؟'' وہ تیزی سے بولا

''ابھی دکھاتی ہوں۔'' یہ کہہ کر وہ اٹھی اور اپنے بیڈ روم میں چلی گئی، واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں مہنگا لیپ ٹاپ تھا۔ پھر چلتی ہوئی اس جگہ چلی گئی، جہاں شیشے کی مضبوط دیوار تھی۔ وہاں صوفے دھرے ہوئے تھے۔ وہاں سے وی ائی پی روڈ کا چوراہا صاف دکھائی دے رہا۔ اس نے جسپال کو بھی وہیں بلا لیا۔ وہ آ کر بیٹھ گیا تو رونیت کور بولی،''جسپال، یہ سامنے چوراہا دیکھ رہے ہو، کس قدر ٹریفک رواں دواں ہے۔ ٹریفک میں کوئی خلل نہیں ہے، سب ٹھیک ٹھاک چل رہا ہے نا۔''

''بالکل ایسے ہی ہے۔'' اس نے کہا

''چندی گڑھ کے آدھے سے زیادہ حصے کو ڈیجیٹل کر دیا گیا ہے، جس میں سیکورٹی سے لیکر ٹریفک کے اشارے تک کنٹرول کئے جاتے ہیں۔ میں جب چاہے اس کا سارا نظام درہم برہم کر دوں، جس کی بھی سیکورٹی ہو، جب چاہے ختم کر دوں۔ یہی چوراہا ہے، اسے صرف دو منٹ اپنی مرضی سے روکوں گی۔'' اس نے گہری سنجیدگی سے کہا

''اس سے گاڑیوں کا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔'' جسپال نے تیزی سے کہا

''تو ہو جائے۔'' اس نے لیپ ٹاپ کی اسکرین پر دیکھتے ہوئے اس قدر روکھے انداز میں کہا کہ جسپال کو اس کے اندر کی درندگی کا احساس ہونے لگا۔

''لو دیکھو۔'' رونیت نے کہا تو جسپال نے فوراً چوراہے کی طرف دیکھا۔ وہ کہہ رہی تھی ''ابھی چاروں طرف کی ٹریفک ایک دم سے رُک گی۔'' اس نے دیکھا ٹریفک رکنے لگی۔ ''اب چاروں طرف سے چلے گی۔'' چند لمحے گذرے، چاروں جانب کی ٹریفک چل پڑی۔ ''دیکھنا کتنی گاڑیاں لگتی ہیں۔'' گاڑیاں ایک دم سے چلیں، کوئی سپیڈ میں بڑھی کوئی آہستگی سے، اگلے ہی لمحے کئی گاڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا گئیں۔ جسپال نے رونیت کی طرف دیکھا، وہ اسکرین پر دیکھ رہی تھی۔ اس نے پھر چوراہے پر دیکھا، وہاں ٹریفک بلاک ہو گئی تھی۔ رونیت نے لیپ ٹاپ ایک طرف رکھا اور اس کے ساتھ آ کر کھڑی ہو گئی۔ چوراہے پر گھمسان پڑا ہوا تھا۔ لوگ ایک دوسرے پر چیخ رہے تھے۔

''یہ تم نے کیسے کیا؟'' جسپال نے پوچھا

''یہ تو کچھ بھی نہیں ہے، شہر کا نظام میری ان انگلیوں میں ہے۔ آؤ، اُدھر بیٹھتے ہیں'' یہ کہہ کر وہ اسی صوفے پر جا بیٹھی جہاں وہ پہلے جسپال کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ بھی وہیں جا کر بیٹھ گیا تو رونیت نے بتایا،'' کلیان سنگھ کے بارے میں جو کچھ میں نے بتایا، یہ وہ معلومات ہیں، جو ہر بندے کو پتہ ہے، یہ معلومات وہ خود لوگوں کو بتانا چاہتا ہے۔ میں بتانا یہ چاہتی ہوں کہ یہ میرے کسی نیٹ ورک کا کمال نہیں ہے۔''

''تو کیا تم کلیان سنگھ کے کمپیوٹر سے وہ ساری معلومات.....'' جسپال نے کہنا چاہا تو وہ بات اچکتے ہوئے اک ادا سے بولی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''یہ ہوئی نا بات، ایک لائین مل گئی نا، میں شام تک تمہیں وہ ساری معلومات دے دوں گی جو بھی مجھے اس کے ہاں سے ملیں، اس میں سے آگے تم جو چاہو۔''

''اپنے پروفیسر سے کب ملوا رہی ہو مجھے؟'' جپال نے پوچھا

''چاہے ابھی مل لو، ویسے تم نے ملنا تو ہے ہی ان سے، آخر لیڈ تو انہوں نے ہی کرنا ہے۔'' رونیت نے کاندھے اُچکاتے ہوئے کہا

''تو چلو، ابھی ملتے ہیں۔'' جپال نے کہا

''آؤ۔'' وہ اٹھی اور باہر کی طرف چلی۔

''اس حلیے میں؟'' اس نے تیزی سے پوچھا

''ارے کیا فرق پڑتا ہے، آؤ۔'' یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئی۔ جپال اس کے پیچھے لپکا۔ وہ بالکل سامنے والا دروازہ کھولے کھڑی تھی۔ اس نے اندر آنے کا اشارہ کیا اور خود اندر چلی گئی۔

بہت سجا ہوا ڈرائنگ روم تھا، جس میں بسنتی رنگ زیادہ تھا۔ ایک سیاہ صوفے پر موٹا سا ادھیڑ عمر سکھ بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی داڑھی سفید تھی۔ آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ سفید شلوار قمیض پر گہرے نیلے رنگ کا ویسٹ کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور اسی رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔

''آیئے آیئے، جپال سنگھ جی آیئے۔ ست سری اکال جی۔'' اس نے کھڑے ہو کر فتح بلائی اور ہاتھ جوڑتے ہوئے بولا۔ ''مجھے پروفیسر دیونیدر سنگھ کہتے ہیں، تم مجھے صرف پروفیسر کہہ سکتے ہو۔'' جپال نے بھی فتح بلائی اور وہ دونوں بیٹھ گئے۔ رونیت کو اندر کی طرف چلی گئی۔

''سندیپ اگروال عرف سندو..... کہاں تلاش کریں اسے، اور کیسے؟'' جپال نے کسی تمہید کے بنا مطلب کی بات کی تو پروفیسر سنگھ سر ہلاتے ہوئے بولا

''مل جائے گا، اگر وہ اس دھرتی پر ہوا، میں جانتا ہوں اسے، کالج دور میں وہ بہت نڈر قسم کا لڑکا تھا۔ بہت اٹھان تھی اس کی۔ اس نے دھرم کے لئے کام بھی بہت کیا، اسی لئے میں نے حامی بھری اسے تلاش کرنے کی۔''

''مطلب آپ کا رابطہ.....'' جپال نے کہنا چاہا

''یہ دنیا ہے، ہمیں ایک دوسرے سے رابطہ کرنا ہی پڑتا ہے۔'' پروفیسر سنگھ نے اس کی بات قطع کرتے ہوئے تیزی سے کہا پھر ایک لمحہ توقف کے بعد بولا، ''تم نے بہت اچھا سوچا ہے کہ اس کے اردگرد ہی سے سراغ لیا جائے۔ صرف کلیان جی ہی کو نہیں دیکھنا، اس کے اور بہت سارے دوست بھی ہو سکتے ہیں، جیسے اس کی دوست نیہا اگروال بھی تو ہے۔ بہت کچھ انجانے میں بھی ہو سکتا ہے۔ خیر۔ ارونیت آج شام تک، یا صبح تک کوئی نہ کوئی راستہ دکھا دے گی۔'' پروفیسر نے تحمل سے کہا

''تب تک.....؟'' جپال نے اس کے چہرے پر دیکھتے ہوئے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''بہت کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن جب تک ہمارے پاس کوئی راستہ نہیں ہوگا تب تک ہم کیا کریں گے۔'' پروفیسر نے سکون سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کون کر رہا ہے؟'' جسپال نے پوچھا۔ جس پر پروفیسر اس کے چہرے پر دیکھتا رہا، چند لمحوں بعد اس نے ایک گہرا سانس لیا اور بولا

''بیٹا۔! میں نے اپنی زندگی دھرم کے لئے دے دی ہوئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہم سن سینتالیس میں آزاد ہوئے تھے، کیونکہ سن چوراسی میں ہمیں یہ یقین دلا دیا گیا کہ ہمارا کوئی وطن نہیں ہے، ہم بے وطن ہیں۔ اس وقت میں نیا نیا پڑھانے لگا تھا۔ بس پھر میں نے اپنا مشن بنالیا۔ اور تب سے میں دھرم کے لئے کام کر رہا ہوں۔''

''اب ریٹائر ہو گئے ہیں آپ؟'' جسپال نے پوچھا تو وہ بولا

''ہاں۔! اور میری ساری زندگی کی جمع پونجی یہ چند بچے ہیں، جنہیں میں نے تیار کیا ہے۔ یہ سارے بچے کسی نہ کسی حوالے سے سن چوراسی کے زخم خوردہ ہیں۔ اور کالج ایک ایسی جگہ ہے جسپال، جہاں سے کیریئر کی سمت کا تعین ہو جاتا ہے۔ میں نے اس دور سے بڑا تجربہ لیا ہے۔ خیر۔! تم شاید یہ سمجھ رہے ہو کہ میں اکیلا بوڑھا یہاں بیٹھا باتیں کر رہا ہوں، ایسا نہیں ہے وقت آنے پر سب کچھ سامنے آجائے گا۔''

''یہ تو سچ ہے پروفیسر صاحب ہم سکھوں کا کوئی وطن نہیں۔ لیکن اس میں غلطیاں تو ہمارے بڑوں کی بھی ہیں۔ اتحاس (تاریخ) کو بدلا نہیں جا سکتا۔'' جسپال نے دکھی ہوئے کہا۔

''جسپال۔! شاید ابھی تم نے اس دنیا کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔'' پروفیسر نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا، پھر خود پر قابو پا کر بولا ''شطرنج کی بساط بچھائی جاتی ہے تو مہروں کے ذریعے کھیل کھیلا جاتا ہے۔ مہرے بے جان ہوتے ہیں اور ان مہروں کو خبر بھی نہیں ہوتی کہ ان کے ذریعے کون شاطر کھیل رہا ہے۔ بے چارے مہرے! ان مہروں کی نہ مات ہوتی ہے اور نہ جیت۔ اسی طرح کٹھ پتلی کو بھی پتہ ہوتا کہ کون مداری اسے اپنی انگلیوں پر نچا رہا ہے۔ مداری یا تماشا باز پس پردہ ہوتا ہے۔ کٹھ پتلی کی جیت ہوتی ہے نہ ہار۔ اس کا کام صرف انگلیوں پر ناچنا ہے۔ فائدہ تماشہ دکھانے والا مداری لے جاتا ہے۔ یہی حال اس دنیا کا ہے، تم کیا بننا پسند کرو گے، مہرہ، شاطر، کٹھ پتلی، مداری، تماشا باز؟'' وہ اس سے بھی زیادہ دکھ سے بولا

''ایک تیسری قسم قلندر کی ہوتی ہے، جو زندہ خونخوار جانوروں کو اپنے اشاروں پر نچاتا ہے۔ یہاں آدمی نما جانور بہت ہیں، اور انسان بہت کم ہیں اس دنیا میں، اور سمجھو کہ یہ دنیا انہی انسانوں کی وجہ سے چل رہی ہے۔'' جسپال نے جذبات سے عاری لہجے میں کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو جسپال سنگھ، لیکن کیا تم جانتے ہو یہ سارے کھیل تماشے کیوں ہوتے ہیں؟'' پروفیسر سنگھ نے پوچھا

''آپ بتائیں، آپ بہر حال مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔'' وہ پرسکون لہجے میں بولا

''ہر زمانے اور ہر دور میں انسان پر انسان نے حکومت کی ہے، یہ کوشش بھی ایک کھیل کی مانند ہوتی ہے۔ کھیلنے والے پس پردہ ہوتے ہیں، کسی مہرے کو کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس گیم کا حصہ بن گیا ہے۔ آج بھی ''گریٹ گیم'' جاری ہے۔ جس میں سرحدیں کوئی معنی نہیں رکھتیں ہیں۔ وقت کے ساتھ ہتھیار بھی بدل گئے ہیں۔ پرانے ہتھیاروں پر یقین رکھنے والی قومیں، نئے ہتھیاروں کا مقابلہ نہیں کر پا رہی ہیں، ہمارے سامنے کے حالات ہمیں یہی سبق دے رہے ہیں۔ جیسے میڈیا، کبھی ایک آلہ تھا، اب ایک ہتھیار بن چکا ہے۔ ''گریٹ گیم'' کھیلنے والے اس ہتھیار کو جس طرح استعمال کر رہے ہیں، تم اس سے بخوبی واقف ہو۔ شطرنج پر تو مخصوص مہرے ہوتے ہیں، لیکن گریٹ گیم کی بساط پر نجانے کتنے مہرے ہوتے ہیں،

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کیونکہ گریٹ گیم کا پھیلاؤ بہت بڑا ہے سمجھ لو ان دیکھی بساط، جس کا کوئی سرا کنارا نہیں ہے۔ اور ممکن ہے تم اور میں کسی گریٹ گیم کا حصہ ہوں۔'' پروفیسر نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

''میں تو ایک بات جانتا ہوں، دنیا کی کوئی بھی گریٹ گیم ہو، وہی قومیں مہرہ بنتی ہیں، جنہیں اپنے آپ کا شعور نہیں اور جنہیں اپنے آپ کا شعور ہوتا ہے وہ ایسی کئی گریٹ گیم اپنی چٹکی میں پکڑ کر ایک طرف پھینک دیتی ہیں۔ یہ میڈیا تو کوئی شے ہی نہیں، انسان کا پختہ ارادہ ہی سب کچھ ہے۔ آپ گم نہ کریں، واہگرو نے جو آپ کے ذمے کام لگایا ہے نا وہ کریں۔'' جسپال نے کہا

''وہی تو کر رہا ہوں پتر۔! گرو مہاراج نے ہمیں پانچ ککے کیوں دیئے؟ ابلیسی ارادے، طاقت کی جانب اور منفی طاقت فطری طور پر حکومت کرنے کی طرف لے جاتی ہے۔ جس مقصد کی بنیاد میں منفی رویے ہوں، ایسی حکومت ظلم کی حکومت ہوتی ہے۔ گروؤں نے پانچ ککے اسی لئے دیئے ہیں۔ کنگھا اس لئے کہ اپنے دماغ کو سنوار کر رکھو تکبر نہ آنے دو، کچھا اس لئے کہ اپنی شہوت پر قابو رکھو، کیس، فطرت کے ساتھ رہو، جو حسد سے دور رکھتی ہے، کڑا، کسی بھی لالچ کی جانب ہاتھ بڑھاؤ تو تجھے احساس ہو جائے کہ یہ انسان کے لئے غلط ہے۔ کرپان، اپنی خواہشوں کو کاٹ کر رکھو۔'' پروفیسر نے سکون سے کہا تو جسپال بولا

''یہ تو ہم سوچتے ہیں نا، عالمی سطح پر.....''

''سکندر اعظم سے لیکر اشوکا تک، بلبن سے لیکر رنجیت سنگھ تک اور مغلوں سے لیکر اندرا گاندھی تک..... سب کو دیکھ لو۔ کس نے کیا کیا، یہی سب احساس ہے۔'' وہ تیزی سے کہتا چلا گیا

''پروفیسر صاحب۔! باقی رَبّ جانتا ہے، جو کام رَبّ کے کرنے والے ہیں وہ رَبّ کرے، جو ہمارے کرنے والے ہیں، وہ ہمیں کرنے چاہئیں۔'' جسپال نے بے حد جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔ اس پر پروفیسر نے کچھ کہنا چاہا ہی تھا کہ اندر سے ایک ادھیڑ عمر خاتون باہر آئی اور بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولی

''آؤ جی، پرشادے شھک لو۔''

''یہ میری سردارنی ہے جسپال، آؤ، کھانا کھاتے ہیں۔'' یہ کہتے ہوئے پروفیسر اٹھ گیا۔

وہ کھانا کھا کر وہیں ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے باتیں کرتے ہوئے چائے پی رہے تھے کہ رونیت کور وہیں آ گئی۔ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ اور ایک طرف آ کر بیٹھی اور پرجوش لہجے میں بولی

''کلیان سنگھ عرف کلی کا میں نے سب کچھ دیکھ لیا، اس نے بہت بلیک منی بنائی ہے، جس کا کچھ حصہ میں نے اپنے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیا ہے۔ کہیں پر بھی سندو جی کے بارے میں پتہ نہیں چلا، مگر۔! ایک اشارہ ملا ہے۔''

''وہ کیا؟'' پروفیسر نے پوچھا

''ہمارے اس چندی گڑھ کے ایم ایل اے، ہرنیک سنگھ چاؤلہ کے ساتھ کلیان سنگھ کا اس وقت سے کاروباری تعلق ہے جب سے سندو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

غائب ہوا ہے۔ شراکت داری میں ایک بڑی رقم لگائی گئی ہے۔ اس کی ایف آئی آر بھی ان دونوں نے جا کر لکھوائی تھی۔ سندو کا پتہ ان دونوں میں سے باہر آئے گا۔ یہ مجھے یقین ہو گیا۔ اصل حقیقت کیا ہے یہ.....'' رونیت کور نے کہنا چاہا

''پتہ کر لیتے ہیں۔'' جسپال نے اس کی بات اُچک لی۔ پھر اس کے چہرے پر دیکھا

''ٹھیک ہے، میں ابھی تمہیں بتاتی ہوں۔'' اس نے کہا اور اٹھ گئی۔ جسپال نے گہرا سانس لیا اور کسی بھی ہنگامی صورت حال کے لئے خود کو تیار کرنے لگا۔ کسی وقت بھی کچھ ہو سکتا تھا۔

☆......☆......☆

نیلگوں روشنی چھٹ چکی تھی اور آہستہ آہستہ نارنجی روشنی زرد رنگ میں بدلتی جا رہی تھی۔ ایک زوردار لہر آئی اور اس نے مجھے ساحل سمندر پر یوں پھینک دیا، جیسے اس سمندر نے مجھے اُگل دیا ہو۔ میرا وہ جسم، جو تہہ آب ٹرانسپیرنٹ ہو گیا تھا، اب مجھے یوں دکھائی دینے لگا تھا جیسے مادی وجود تو ہو لیکن نہ اس کا وزن ہوا ور نہ ہی احساس۔ میں نے اپنے اطراف میں دیکھا تو میں ایک خاردار جھاڑی کے ساتھ لیٹا ہوا تھا۔ جھاڑی کی ایک شاخ کے سرے پہ موجود ایک خار کو دیکھا۔ ایسے ہی اس پر نگاہ پڑی تھی۔ نوک خار پر پانی کا ایک قطرہ محو رقص تھا۔ وہ ایک عام سا قطرہ تھا۔ نہ آ بگینے کی مانند اس میں سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں۔ نہ ایسا تھا کہ کوئی ہیرا سورج کی روشنی میں دمک رہا ہو۔ بس وہ ایک شفاف قطرہ تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا میں خار جیسے جھوم رہا تھا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ سورج کی روشنی میں اس کے رنگ بدلتے، کبھی دھنک رنگ اور کبھی طلسماتی رنگ پھوٹتے۔ لیکن ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ میں اس کی بے رنگی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ ایک دم سے اس قطرے میں سے آہ و بکا کی آوازیں پھوٹنے لگیں۔ میں حیران ہو گیا کہ قطرے کی چمک دمک تو ہوتی ہے، لیکن یہ رونے، آہ و بکا کی آوازیں کیسی ہیں؟ میں جب پوری طرح اس میں کھو گیا تو ایک صدا ابھری

''میری آہ و بکا میں نہ کھو کر رہ جا، میرے اندر کی صاف صدا سن۔''

میں اس قطرے کی جانب دیکھنے لگا۔ بلا شبہ یہ اسی قطرے کی آواز تھی۔ میں نے اسے دیکھا۔ اس کی آہ و بکا عروج پر تھیں۔

''میں سن رہا ہوں، تو بتا تو ہے کیا؟'' میں نے پوچھا

''میں ایک قطرہ ہوں۔ سمندر سے الگ ہوا قطرہ، آنکھ سے ٹپکا ہوا، بارش کا قطرہ یا وہ قطرہ، جس میں تخلیق کا جوہر پوشیدہ ہوتا ہے۔ اور یہ جان لو، قطرہ اسی وقت بنتا ہے جب وہ الگ ہو جائے۔''

''یہ تمہاری آہ و بکا، یہ کیا ہے؟'' میں نے اس کے رنگوں اور اس کی تڑپ کو دیکھتے ہوئے پوچھا

''تو میری آہ و بکا تو سن رہا ہے لیکن میں نے تم سے کہا ہے کہ میرے اندر کی صدا سن۔''

''کیا ہے تمہارے اندر کی صدا؟''

نوک خار پر میرا رقص، میری تڑپ دیکھ۔ میں اپنے سمندر سے الگ ہوں اور سمندر کے کنارے پڑا ہوں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ سارا سمندر میرے اندر پڑا ہے۔ میری صدا میری جدائی ہے، کیا تو میری جدائی میں میرا وصال نہیں دیکھ رہا۔ کیا تو مجھ میں ایک سمندر کی پیاس نہیں دیکھ رہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

۔ میرے اندر ایک سمٹی ہوئی کائنات موجود ہے۔ کیا تم یہ نہیں دیکھ رہے ہو کہ میری تڑپ اور سمندر کی تڑپ ایک جیسی ہے۔ میں سمندر سے الگ ہو گیا ہوں تو مجھے پتہ چلا ہے کہ پیاس کیا ہوتی ہے؟ مجھے جدائی اور وصال کی لذت سے آشنائی ہوئی ہے۔ میں سارے سمندر کی قوت ہوں۔ میری اسی حرکت میں تو سمندر کی حرکت پوشیدہ ہے۔ میں تڑپتا ہوں تو سمندر بھی تڑپتا ہے۔''

''یہ تو تم اپنی تعریف میں کہہ رہے ہو۔ ایسا ہے بھی؟''

'' میں سمندر کی پیاس ہوں اور سمندر میری پیاس ہے۔ اس سے بڑا ثبوت میں تمہیں اور کیا دوں۔ تم نہیں مانتے تو اس میں قصور تمہارا نہیں، تم خود سے غافل ہو۔ خود پر غور کرو۔ کیا تم کبھی ایک قطرہ نہیں تھے۔ کیا آج تم میں کائنات تسخیر کرنے کی خواہش نہیں ہے؟ یہ تڑپ انہی میں نہیں ہوتی جو خود سے غافل ہیں اور خود سے غفلت سب سے بڑی غلطی ہے۔''

''غلطی، یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟''

''جدا ہونے کے بعد بھی، جدائی کو محسوس نہ کرنا ہی سب سے بڑی غلطی ہے۔ اور دیکھو، غلطی کا احساس ہی اس کے سدھارنے کی سمت کا تعین کرتا ہے۔ غلطی بذات خود کہہ رہی کہ یہ تمہاری کوتاہی ہے اس کی تکمیل کرو اور مکمل ہونے کی کوشش کرو۔''

''چند قدم پر تو یہ سمندر پڑا ہے، جاؤ اس میں جا کر مل جاؤ، اتنی آہ و بکا کیوں؟''

''میں آہ و بکا نہیں کر رہا بلکہ یہ اعلان کر رہا ہوں کہ مجھے وہ راز مل گیا۔ اب مجھے دیکھو! میں سمندر سے الگ ہوا تو مجھ میں جدائی پیدا ہو گئی۔ اب تو بھی جدائی دیکھ اور جدائی میں پڑا ہوا وصال دیکھ۔ ہجر میں وصال ہے اور وصال میں ہجر۔''

''یہ راز چاہے ہو نہ ہو، لیکن......''

''نگاہ پیدا کر، جو تجھے میری آہ و بکا لگتی ہے اس میں میری ہمت دیکھ، میرا ولولہ دیکھ کہ میں جدائی ہونے کے باوجود وصل کی کوشش میں لگا ہوا ہوں۔ اب میرا سمندر سے ملنا یونہی نہیں ہوگا۔ مجھ میں جدائی نے یہ ہمت پیدا کر دی ہے کہ اب بارش کی صورت میں سمندر سے جا ملوں گا۔''

تو پھر یہ، آہ بکا، اور شور غل کیوں؟''

'' مجھے یہ سمجھ آ گئی ہے کہ جب میں بارش کے قطرے کی صورت میں سمندر سے ملوں گا تو سمندر سے نہیں ملنا، بلکہ سیپی میں جا کر ایک انمول موتی بننا ہے۔''

''یہ راز تجھے کس نے بتایا؟''

''میرے ہونے نے، میں جدائی میں جلا ہوں اسی لئے مجھ میں سوز پیدا ہو گیا ہے اور وہ ظرف پیدا ہو گیا ہے۔ تو بھی خود میں ظرف پیدا کر کہ ہر بندہ اپنے ظرف کے مطابق مانگتا ہے۔''

''یہ کیا ظرف ہے کہ جس نے تم سے تیری رنگینی ہی چھین لی، قطرہ تو چمکتا ہے، اس میں رنگینی ہوتی ہے، لیکن تو اتنا سادہ کیوں ہے؟''

''دلکش تو ہوں نا، صرف ان کی نگاہ میں جو قطرے کی حقیقت کو سمجھتے ہیں۔ اسی ہجر نے میری رنگینی کو مجھ سے جدا کر دیا ہے۔ دیکھنا جب یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

سادہ سا قطرہ موتی بنا تو انمول ہو جائے گا، دیکھنا۔"

دیکھتے ہی دیکھتے وہ قطرہ مزید تڑپنے لگا۔ وہ وجد جیسے رقص میں آ گیا اور پھر سورج کی تیز دھوپ میں اس کا وجود آسمانوں کی جانب اٹھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو مجھے یوں لگا جیسے وہ قطرہ تحلیل ہو گیا۔ مگر ایسا نہیں تھا، ایک دم سے بادل آسمان پر چھا گئے۔ سورج ان کی اوٹ میں چھپ گیا۔ ہزار ہا قطرے بادلوں سے گرنے لگے۔ ان میں سے وہ قطرہ نجانے کیسے کیسے رنگ لئے سمندر سے جا ملا، ایک دم سے اس کی روشنیاں تیز ہو گئیں۔ ایک سیپی اس کے لئے محوِ انتظار تھی۔ وہ اس میں واصل ہو گیا۔

مجھے اگلی منزل کے لئے اٹھنا تھا۔ میں راز جان گیا تھا کہ قطرے کو گہر بننے کے لئے جدائی ضروری ہے، وصل کی تڑپ ہی اس کے گہر بن جانے کا راز ہے۔ ایک قطرہ، قطرہ ہی نہیں، قلزمِ بے ساحل بھی بن سکتا ہے۔ میں ساحل سے اٹھ کر آگے بڑھ گیا۔

☆.....☆.....☆

جسپال اور رونیت کور فوروہیل جیپ کی پچھلی نشست پر تھے۔ اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ سیوک سنگھ تھا۔ ان کی پچھلی سیٹ پر دو لڑکیاں بیٹھی ہوئیں تھیں، جن کا تعارف نہیں کرایا گیا تھا۔ سہ پہر ہونے والی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب سڑکوں پر ٹریفک بہت بڑھ جاتا ہے۔ ان سب نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ کلیان سنگھ کو اٹھا لیا جائے۔ کیونکہ ہرنیک سنگھ سے اس کی دوستی اور کاروباری تعلق سب کچھ سمجھا گیا تھا۔ ہرنیک سنگھ کے بارے میں انہیں شک تھا کہ وہ کوئی ایجنٹ ہے، یا کسی کے لئے وہ کام ضرور کرتا ہے۔ اب معلومات لیں تو کڑیاں اس شک کو مزید پختہ کرنے لگیں۔ کلیان سنگھ کے بارے یہ فیصلہ اس شک کے بارے یقین کرنا تھا۔

وہ انہی اونچی اونچی عمارتوں میں سے ایک تھی جو سکھنا جھیل کے جنوب میں واقع تھیں۔ یہ ایک بڑا کاروباری مرکز مانا جاتا تھا۔ اس سفید عمارت میں بہت سارے دفاتر تھے۔ جسپال اور رونیت کور عمارت کے سامنے اُتر گئے جبکہ باقی جیپ سمیت بیسمنٹ پارکنگ میں چلے گئے۔ وہ دونوں لفٹ کے ذریعے کلیان سنگھ کے آفس کے سامنے پہنچ گئے۔ بدیسی سوٹ پہنے دیسی لڑکی نے صاف انگریزی میں ان سے پوچھا

"میں آپ کی کیا خدمت کر سکتی ہوں؟"

"کلیان سنگھ سے ملنا ہے، بہت ضروری۔" رونیت نے کہا

"جی بالکل، آپ دیکھیں، ہم وقت پر پہنچے ہیں۔" رونیت نے پورے اعتماد سے کہا تو وہ دیسی لڑکی بولی

"آپ کا نام پلیز؟"

"مسز اینڈ مسٹر اروڑہ فرام لدھیانہ چیمبر آف کامرس"

"اوکے۔" دیسی لڑکی نے کہا اور کمپیوٹر میں دیکھنے لگی۔ چند لمحوں بعد وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"ٹھیک ہے آپ جا سکتے ہیں۔"

وہ دونوں اندر کی جانب بڑھ گئے۔ رونیت کور نے جب ان کا کمپیوٹر بیک کیا تھا، اسی وقت اس نے ایک نام پڑھ لیا تھا اور وہ اسی وقت کے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حساب سے وہاں پہنچ گئے تھے۔اب جو وہ کرنے جا رہے تھے،اس دوران مسز اینڈ مسٹر اروڑہ فرام لدھیانہ چیمبر آف کامرس کو نہیں آنا چاہئے تھا۔ وہ کلیان سنگھ کے آفس میں داخل ہو گئے۔

وہ سامنے ایک بڑی ساری کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔جسپال نے نگاہیں اس کے چہرے پر تھیں۔انہیں دیکھتے ہی اس کے چہرے کا رنگ بدل گیا،اس نے غصے میں کہا

''کون ہو تم لوگ، اروڑہ صاحب تو......''

لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے تھے۔جسپال اپنا پسٹل نکالتے ہوئے بولا

''ہمارے بارے سنو گے تو اچھا نہیں ہوگا۔لہذا آرام سے بیٹھ جاؤ، ہمارے......''

میں پوچھتا ہوں،کون ہو تم؟'' اس نے بنا کسی خوف کے کہا تو جسپال بنا کچھ کہے آگے بڑھا اور اس کی گردن پر ہاتھ ڈال دیا۔جس پر کلیان سنگھ نے اس کی کلائی پکڑ کر مروڑنا چاہی

''جلدی کرو، ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔'' رونیت کور نے دبے ہوئے لہجے میں تیزی سے کہا تو جسپال نے پسٹل کلیان سنگھ کے ماتھے پر مارا، وہ ایک دم سے چکراتے ہوئے کرسی پر ڈھ گیا۔جسپال نے اس کی گردن نہیں چھوڑی۔بلکہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا رہا

''کک......کک......کون ہو تم؟'' کلیان کے منہ سے غصے اور نفرت سے نکلا،جس میں خوف کا شائبہ تک نہیں تھا۔

''ہمیں صرف ایک سوال کا جواب چاہئے،یہیں جواب دو گے یا ہمارے ساتھ جانا ہے،یا پھر......'' جسپال نے غراتے ہوئے کہا

''کیسا سوال؟'' اس نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے پوچھا

''سندیپ اگروال عرف سندو۔تمہارا دوست، کہاں ہے؟ صرف اسی کا جواب چاہئے،اب یہ مت کہنا کہ مجھے پتہ نہیں؟'' جسپال نے کہا تو وہ بری طرح چونک گیا۔پھر ایک دم سے خود کو ڈھیلا چھوڑتے ہوئے بولا

''مجھے نہیں پتہ تم کون ہو،لیکن میں بھی اسے تلاش کر رہا ہوں۔اس کے مجھ پر بڑے احسان ہیں۔ مجھے کچھ بھی ہو جائے لیکن اس کا پتہ چل جائے، میں حاضر ہوں۔''

''تو چلو پھر ہمارے ساتھ مل کر تلاش کریں۔'' جسپال نے اسے اٹھاتے ہوئے کہا تو وہ ایک دم سے اٹھ گیا۔اس کے ماتھے پر خون تھا۔ جسے اس نے ٹشو پیپر سے صاف کیا۔اس نے میز کی دراز کھولی،اس میں سے سیل فون نکالا،پھر چابیاں نکالیں،اس کے ساتھ ہی اس نے پسٹل نکال کر ان پر تانتے ہوئے نفرت سے بولا،''مجھے اس کی تلاش تو ہے،لیکن تم جیسے غنڈوں کے ساتھ یوں آسانی سے چلا جاؤں۔پسٹل پھینکو۔''

''کلی، یہ تم نے بہت اچھا کیا،ابھی سامنے آ گئے،اب تجھے معافی نہیں ہے۔'' یہ کہتے ہی جسپال نے اسے جھکائی دی،کلیان نے فائر کر دیا۔جس کی آواز پورے اپارٹمنٹ میں پھیل گئی۔جسپال اس پر جا پڑا تھا۔وہ دونوں فرش پر تھے،رونیت نے کلیان کی کلائی پر زور سے ایڑی ماری،اس کا پسٹل چھوٹ گیا،جسے رونیت کور نے تیزی سے اٹھا لیا۔جسپال اسے لگاتار مار رہا تھا۔پھر اسے اٹھایا اور پوری قوت سے دروازے میں دے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

مارا۔ باہر سیکورٹی والے آ گئے تھے اور انہوں نے پوزیشن لی ہوئی تھی۔ مگر ان سے بھی پیچھے دو لڑکیاں گنیں لئے کھڑی تھیں۔ انہوں نے سیکورٹی والوں کو کور کیا ہوا تھا۔ رونیت نے یہ منظر دیکھا تو وہاں موجود سب کی طرف دیکھ کر کہا

''کسی نے بھی حرکت کی تو سمجھو وہ اوپر......''

جسپال نے کلیان کو اٹھایا اور سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔ ان کے درمیان طے تھا کہ لفٹ ان کے لئے پنجرہ ثابت ہو سکتی ہے۔ گھومتی ہوئی سیڑھیوں کے نیچے تک وہ تیزی سے آ رہے تھے۔ یہ تو ممکن ہی نہیں تھا کہ عمارت کی سیکورٹی کو پتہ نہ چلے، اور انہوں نے پولیس کو اطلاع نہ دی ہو۔ سیڑھیوں کے نیچے سات آٹھ نوجوان کھڑے تھے۔ جسپال ٹھٹھکا تو رونیت کور نے کہا

''جلدی نکلو۔ یہ اپنے ہی ہیں۔''

انہوں نے نیچے سب کو کور کیا ہوا تھا۔ وہ کلیان کو لے کر جیسے ہی سیڑھیاں اترے، وہاں موجود لڑکوں نے کلیان سنگھ کو قابو میں کر لیا۔ وہ اسے باہر گاڑی تک لا رہے تھے کہ ایک سیکورٹی والے نے فائر کر دیا جو ایک لڑکے کو لگا۔ تبھی انہوں نے ایک دم سے زوردار فائرنگ شروع کر دی، جس سے وہ عمارت ہی نہیں پورا علاقہ گونج اٹھا۔ تبھی ایک لڑکے نے زخمی لڑکے کو قابو میں کرتے ہوئے کہا

''اب نکلیں آپ، میں سب سنبھال لیتا ہوں۔''

ڈرائیور ان کی گاڑی لے آیا تھا۔ انہوں نے کلیان سنگھ کو اس میں پھینکا اور سبھی بیٹھ کر چل دیئے۔

ڈرائیور بہت ماہر دکھائی دے رہا تھا۔ وہ تیز رفتاری سے نکلتا چلا گیا تھا۔ سڑک پر ٹریفک کا بہاؤ تھا۔ کلیان سنگھ کو جسپال نے دبایا ہوا تھا۔ رونیت اپنے لیپ ٹاپ میں مصروف تھی۔ وہ شہر کی ان سڑکوں کا بلاک کر رہی تھی، جو ان کی راہ میں تھیں۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد وہ سنسان علاقے کی جانب بڑھتے ہوئے ایک نو تعمیر بلڈنگ میں گاڑی سمیت آ گئے۔ جہاں پہلے ہی سے کچھ لوگ تھے۔ وہ اسے تیسری منزل کے اس کمرے میں لے گئے جہاں کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ جسپال نے اسے زور سے دھکا دیا تو کلیان فرش پر جا گرا۔ اس کے چہرے پر چوٹ آئی تھی۔

''چل شروع ہو جا، نہیں بتائے گا تو اس قدر تشدد ہو گا کہ تو موت چاہئے گا، مگر نہیں ملے۔'' جسپال نے کہا

'' میں سچ کہتا ہوں، مجھے سندو کے بارے میں کچھ پتہ نہیں ہے۔'' کلیان نے بے خوفی سے جواب دیا

'' رونیت، تم باہر جاؤ اور لڑکوں کو اندر بھیجو، وہ اس کے کپڑے اتاریں، پھر اس کی......'' جسپال نے کہنا چاہا مگر کلیان تیزی سے بولا

''مجھے اس کے بارے میں پتہ نہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تمہاری مدد نہیں کروں گا۔ مجھے خود سندو کی تلاش ہے۔''

'' کیوں نہیں ہو گی، وہ تمہارا بہترین دوست تھا اور تمہیں اس کے بارے میں سب پتہ تھا، اب تم یہ بھی کہو گے کہ تمہیں اس کے گم ہو جانے کا بھی پتہ نہیں؟'' رونیت نے کہا

''لیکن یہ سچ ہے کہ مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ نہیں، میں خود آج تک حیران ہوں۔'' وہ یوں بولا جیسے احتجاج کر رہا ہو۔

''تو پھر کیا ہرنیک سنگھ کو پتہ ہے۔ جواب تمہارا بہت اچھا دوست ہے، جس کے تمہارے ساتھ بہت اچھے کاروباری مراسم ہیں، یہ انہی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دنوں تمہارا دوست بنا تھا نا جن دنوں سندو گم ہو گیا تھا۔'' جسپال نے کہا تو وہ دھیرے سے بولا

''کبھی کبھی مجھے بھی شک ہوتا ہے کہ شاید ہرنیک ہی نے ایسا کیا ہو مگر مجھے ایسا نہیں لگا۔ اسے سندو سے.....'' کلیان نے کہا تو رونیت نے طنز آمیز انداز میں کہا

''ہمیں یہ پتہ ہے کہ ہرنیک کیا ہے اور تم ساتھ رہتے ہو، تمہیں نہیں پتہ۔ جسپال، یہ ایسے نہیں مانے گا۔ میں بھیجتی ہوں لڑکے۔'' یہ کہہ کر وہ باہر چلی گئی۔

''اب بھی وقت ہے۔'' جسپال نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

''مجھے جسپال کے غائب ہونے کا پتہ ایک ہفتے بعد لگا تھا۔ وہ اکثر ایسے غائب ہو جاتا تھا۔ میں یہ بھی مانتا ہوں کہ ہرنیک سنگھ ایک نیتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے دو نمبر دھندے بھی ہیں۔ مجھے ان دونوں میں کوئی ایسی وجہ نہیں ملتی جس سے شک ہی ہو سکے کہ.....'' کلیان نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا، تب تک لڑکے اندر آ گئے تھے۔ انہوں نے آتے ہی اس کی پگڑی کو بڑی احتیاط سے اتارا اور ایک طرف رکھ دی۔ پھر ایک نے اس کی شرٹ اتاری، دوسرے نے پینٹ اتاری تو فقط کچھا رہ گیا۔ لڑکوں نے ڈنڈے اٹھائے اور اسے پیٹنا شروع کر دیا۔ چند منٹ بعد ہی اس نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ پھر کراہتے ہوئے بولا

''رب کے لئے میری بات سنو۔''

جسپال کے اشارے پر لڑکے رکے تو اس نے پوچھا

''بولو، کیا کہتے ہو؟''

''مجھے ہرنیک پر کئی شک ہیں، ممکن ہے اسی نے سندو کو غائب کیا ہو۔ لیکن مجھے کیا پتہ کہ تم ہرنیک سنگھ کے بندے ہی ہو؟''

اس کے یوں کہنے پر جسپال ایک دم سے ٹھٹک گیا۔ اس کا مطلب تھا کہ اسے پتہ ہے لیکن وہ اعتماد نہیں کر رہا تھا۔ لیکن یہ طے تھا کہ معاملہ اس کے اور ہرنیک کے درمیان تھا۔ اور انہیں سے پتہ چل سکتا ہے۔

''چلو، اتنا بتا دو کہ سندو زندہ ہے؟'' جسپال نے پوچھا

''اسے زندہ ہونا چاہئے۔'' وہ کراہتے ہوئے بولا

''ٹھیک ہے، تم ہمارے مہمان رہو۔ اس وقت تک، جب تک ہرنیک ہمارے ہاتھ نہیں آ جاتا۔'' جسپال نے کہا تو وہ بولا

''بہت مشکل ہے، تب تک وہ مجھے ڈھونڈ نکالے گا۔''

''دیکھتے ہیں۔'' جسپال نے کہا اور لڑکوں کو اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

سورج مغرب کی اوٹ میں چھپ گیا تھا۔ چندی گڑھ کی روشنیاں جگمگا اٹھیں تھیں۔ جسپال اور رونیت موہالی کی طرف جانے والی سڑک پر موجود ایک بڑے بنگلے میں تھے۔ بظاہر وہ ایک فیکٹری سے ملحقہ دفتر تھا۔ جس میں کام کرنے والے لوگ جا چکے تھے اور تھوڑے سے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

لوگ وہاں تھے۔ وہ دونوں ایک کمرے میں تھے۔ان کے پاس ابھیت سنگھ اور سانولے چہرے والی پتلی سی گرلین کور تھی۔ وہ چاروں کمپیوٹر کے پاس تھے۔تبھی رونیت کور نے جسپال سے کہا

''لو ہم یہاں آ گئے ہیں،اب بتاؤ،میرے سامنے سمجھو پورا چندی گڑھ ہے۔ جہاں کی نشان دہی کرو گے وہیں میں اسے تلاش کرلوں گی۔''

''یہاں کوئی سیکٹر سولہ ہے؟''

''بالکل ہے۔'' یہ کہتے ہوئے رونیت کور نے کمپیوٹر کے کی بورڈ پر انگلیاں چلائیں۔ چند لمحوں بعد اس نے کہا''یہ سامنے سیکٹر سولہ ہے۔''

تب جسپال نے اسے اسے ہندسوں میں لوکیشن بتائی،رونیت اسی مطابق کمپیوٹر میں فیڈ کرتی رہی۔ کچھ دیر بعد رونیت کور سرسراتے ہوئے لہجے میں بولی

''یہ سرخ دھبہ ہرنیک کی نشان دہی کر رہا ہے۔ اور نقشے کے مطابق وہ اس وقت سیکٹر سولہ میں ہے۔مطلب بقول تمہارے اس کے سیل فون کی لوکیشن ہے۔''

''مزید دیکھو،وہ جگہ کون سی ہے،لڑکے پہنچ جائیں گے وہاں۔''ابھیت نے تیزی سے کہا

''وہ لڑکوں کے بس کی بات نہیں ہوگا۔'' گرلین کور نے اس سے بھی تیز لہجے میں کہا

''مگر یہ تو یقین ہو جائے گا کہ وہ وہیں ہے۔''ابھیت نے کہا

''یہ ٹھیک ہے،مگر کوئی ایکشن نہیں۔'' یہ کہہ کر رونیت کور نے جسپال کی طرف دیکھا اور پوچھا۔''جسپال یہ پکا ہے نا؟''

''ایک دم پکا۔''اس نے کہا۔

تبھی ابھیت نے فون نکالا اور کسی کو ہدایات دینے لگا۔ جہاں پر سرخ دھبہ تھا۔وہ لوکیشن بتائی۔ وہ فون کر چکا تو رونیت نے گرلین سے کہا

''تم رہو ادھر اور ہمیں اپ ڈیٹ کرتے رہنا،ہم نکلتے ہیں،ادھر ادھر کا بھی خیال رکھنا۔''

''میں جانتی ہوں،مجھے کیا کرنا ہے۔''اس نے اعتماد سے کہا

وہ چاروں ایک سیاہ فورویل گاڑی میں سوار تیزی سے سیکٹر سولہ کی طرف جا رہے تھے۔ڈرائیور وہی تھا لیکن گاڑی انہوں نے بدل لی تھی۔جسپال تیزی سے سوچ رہا تھا۔جو منظر اس کے سامنے آیا تھا،اس نے بے چین کر دیا تھا۔

اگرچہ شہر جدید طرز پر آباد تھا،لیکن سیکٹر سولہ کی آبادی قدرے گنجان لگتی تھی۔،وہاں زیادہ رش تھا۔ایک ہال میں تقریب جاری تھی۔ لڑکوں نے یہی بتایا تھا کہ ہرنیک سنگھ اندر موجود ہے،وہ اس تقریب کا مہمانِ خصوصی ہے اور سٹیج پر بیٹھا ہوا ہے۔

''کافی ہنگامہ ہو سکتا ہے۔''جسپال نے دھیمے سے کہا

''اس کے ساتھ سیکورٹی بھی بہت زیادہ ہوتی ہے،ایسے میں ہمارا نقصان بھی ہو سکتا ہے۔''رونیت کور نے ہولے سے اپنی رائے کا اظہار کیا

''مجھے بس چند منٹ دیں گے؟''ابھیت نے اجازت طلب انداز میں پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''کیا کرو گے تم؟'' جسپال نے پوچھا

''صرف اتنا کہ یہاں ہنگامہ کردوں، افراتفری پھیلا دوں، اس دوران.....''

''وہ پہلے ہی کلیان سنگھ کی وجہ سے چوکنے ہوں گے، اس طرح وہ زیادہ چوکنے ہو جائیں گے۔'' رونیت کور نے بدمزہ ہوتے ہوئے کہا

''لیکن اس طرح تو وہ تقریب کے بعد سیکورٹی کے گھیرے میں یہاں سے نکل جائے گا۔ اسے پچھلے دروازے سے نکالیں گے۔'' ابھیت نے کہا

''ڈن۔! کرو۔'' جسپال نے ایک دم سے کہا

''آپ پیچھے چلو۔'' ابھیت نے کہا اور کار سے اتر کر لڑکوں سے رابطہ کرنے لگا۔

جسپال اور رونیت اپنے ڈرائیور کے ساتھ اس عمارت کی پچھلی طرف چلے گئے، جہاں سنسان سی تنگ گلی تھی۔ جس میں بہ مشکل ایک چھوٹی گاڑی جا سکتی تھی۔ ڈرائیور گاڑی ہی میں رہا اور وہ اس متوقع جگہ جا پہنچے جہاں سے ان کا خیال تھا کہ ہرنیک نکلے گا۔ اس طرف ہال کی اندر کی بہت دھیمی آواز آ رہی تھی۔ کوئی بڑے زوروں سے تقریر کر رہا تھا۔ اچانک ہال میں دھماکہ ہوا۔ جس سے اندر افراتفری پھیل گئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد گلی کی طرف سے ایک دروازہ کھلا۔ کرتا پاجامہ اور ویسٹ کوٹ پہنے ہوئے بھاری جثے والے سردار کو کافی سارے لوگ گھیرے میں لے کر نکلے۔

''یہی ہے ہرنیک سنگھ.....'' رونیت کور نے تیزی سے کہا۔ جس پر جسپال نے پسٹل نکالا اور تیزی سے آگے بڑھا۔ وہ لوگوں کے اس گھیرے میں گھس گیا جو ہرنیک کے اردگرد تھا۔ وہ وہاں کے لوگوں کو یہی باور کرانے لگا، جیسے وہ اسی کا باڈی گارڈ یا سیکورٹی والا ہے۔ جسپال نے اسے پکڑا اور گلی میں سے باہر نکلنے لگے۔ اگلے ہی لمحے کسی نے ہرنیک کا ہاتھ چھڑوا لیا۔ ہرنیک ان کے ہاتھوں سے نکل گیا، سامنے گلی میں سے چند لڑکے تیزی سے اندر آ گئے اور سیکورٹی والوں اور ان کے درمیان میں دیوار بن گئی۔ شاید وہ لوگ سمجھ گئے تھے، اسی لئے ایک دم سے انہوں نے لڑکوں پر حملہ کر دیا۔ وہ سب ایک دوسرے سے دست و گریبان تھے۔ گلی میں گھمسان پڑ گیا۔ دو سیکورٹی والوں نے جسپال کو دونوں بازوؤں سے پکڑ لیا تھا۔

یہی وہ لمحہ تھا جب گلی کے باہر ایک زوردار دھماکہ ہوا۔ دھماکے کی گونج ابھی ختم نہیں ہوئی تھی۔ فطری طور پر وہ سب چونکے لیکن جسپال نے اسی لمحے سے فائدہ لے لیا۔ ان کی توجہ بٹ چکی تھی۔ اس نے اپنے دونوں طرف کھڑے لوگوں کے پیٹ میں پوری قوت سے کہنیاں ماریں، یہ دیکھے بغیر کہ وہ دُہرے ہو گئے ہیں، اس نے وہیں اپنے پیروں پر سے چھلانگ لگائی اور ہرنیک سنگھ کے منہ پر گھونسہ مارا اور پھر اس پر جا پڑا۔ وہ دونوں ہی فرش پر تھے۔ تب تک اس نے ہرنیک کی گردن اپنے قابو میں کر لی تھی۔ اسی وقت رونیت کور اپنے اردگرد کھڑے لوگوں سے بھڑ چکی تھی۔ وہ چار تھے اور رونیت اکیلی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا۔ صرف اپنا دفاع کر رہی تھی اور جو بھی جسپال کی طرف بڑھتا، اسے روک لیتی۔ اس لئے لہولہان ہو رہی تھی۔ گلی کے باہر فائرنگ بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ چاروں طرف یوں دستی بم کے دھماکے ہو رہے تھے کہ جیسے کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ جسپال پوری توجہ سے ہرنیک سنگھ کو قابو میں کرنے کے لئے اس پر ٹوٹا پڑا تھا۔ اس نے ماتھے اور ناک کے درمیان ایسا زوردار پنچ مارا کہ اگلے ہی لمحے وہ بے ہوش ہو گیا۔ رونیت بے حال ہو چکی تھی۔ جسپال اسے بچانے کے لئے بڑھا تو ایک گارڈ نے پسٹل تان لیا۔ جسپال نے ایک دم سے اسے جھکائی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

دی، فائر تو ہوا، لیکن پسٹل اس کے ہاتھ سے جسپال کے ہاتھ میں منتقل ہو گیا تھا۔ باقی تینوں نے رونیت کو چھوڑ دیا اور اپنے پسٹل نکال کر جسپال پر تان لئے تھے۔ انہیں دیر ہو گئی تھی۔ جسپال فوراً ہی زمین پر لیٹا اور گھومتے ہوئے بغیر کسی تردد اور وقت ضائع کئے ان پر فائر کر دیئے۔ رونیت کور کا برا حال تھا۔ جسپال نے اسے سہارا دیا تو وہ کراہتے ہوئے بولی

''بلاشبہ گلی کے باہر ہمارے ہی لوگ ہوں گے۔ مجھے چھوڑو، باہر دیکھو، کیسا ماحول ہے۔''

جسپال کسی بحث کے بغیر اسے یونہی گلی میں چھوڑ کے باہر کی جانب بڑھا۔ باہر مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ تین لڑکے اندر آنے کی کوشش میں تھے مگر سامنے کی فائرنگ سے رکے ہوئے تھے۔ جسپال نے تاک کر انہیں نشانہ بنایا تو راستہ صاف ہو گیا۔ وہ فوراً اندر آ گئے۔

'' میں ہرنیک کو لیکر آتا ہوں۔ مجھے گاڑی تک کور دینا۔'' جسپال نے تیزی سے کہا اور ہرنیک کو اٹھالیا۔ وہ بہت بھاری تھا لیکن پھر بھی جیسے تیسے وہ اسے گاڑی تک لے گیا۔ تبھی اسے آواز سنائی دی۔ جسپال نے دیکھا ان کا ڈرائیور گاڑی لئے کھڑا تھا، اس نے ہرنیک سنگھ کو گاڑی میں پھینکا۔ رونیت کور اس کے ساتھ جا بیٹھی۔ لڑکوں نے انہیں کور دیا۔ وہ وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ جیسے ہی وہ روڈ پر آئے رونیت کور نے ڈرائیور کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

''میرا سیل فون اور لیپ ٹاپ کدھر ہیں۔ میں راستہ صاف کرتی ہوں۔ تم بہت احتیاط سے نکل چلو اور رابطہ کر کے گرلین کو اپنی پوزیشن بتادو۔''

''اوکے۔'' اس نے کہا اور تیز رفتاری سے چل دیا۔ وہ اسی عمارت میں آن پہنچے، جہاں انہوں نے کلیان سنگھ کو رکھا ہوا تھا۔ وہ ہرنیک کو دوسرے کمرے میں لے گئے تھے۔ تبھی ایک لڑکے نے جسپال کو پیغام دیا

''سر کہہ رہے ہیں کہ زیادہ وقت نہیں، ہائی الرٹ ہو گیا ہے۔ چنڈی گڑھ ہمارے لئے چوہےدان ثابت ہو سکتا ہے، اگر احتیاط نہ کی گئی تو۔''

''ٹھیک ہے، یہاں دو لڑکوں کے علاوہ سب چلے جائیں۔ گاڑی چھپا دو۔ روشنی وہی جو معمول کے مطابق ہو۔ رونیت کو لے جاؤ، وہ بہت زخمی ہے۔'' جسپال نے کہا

''اوکے۔'' لڑکے نے کہا اور باہر کی طرف چلا گیا۔

ایک نیم تاریک کمرے میں جسپال سنگھ کے سامنے گرلین کور، ابھیت سنگھ اور ایک نیا لڑکا ہرپال سنگھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے اس تینوں کی طرف دیکھا اور بولا

''ہم سب جانتے ہیں کہ یہ ہمارا پہلا بڑا مشن ہے۔ پہلے ہم نے اتنے بڑے پیمانے پر کچھ نہیں کیا۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ ہرنیک کو پکڑنے کے بارے میں کوئی جانتا ہے اور اس نے ہرنیک کو بتا دیا۔ اسی لئے سارا پلان پہلے ہی سے تیار تھا۔ کیا خیال ہے؟''

''معاف کرنا ابھیت، یہ سب اشارہ تمہاری طرف جاتا ہے۔ اس دنیا میں سب کچھ معاف کیا جا سکتا ہے لیکن غداری نہیں، کیا تم اس کے بارے میں کچھ کہہ سکتے ہو؟'' ہرپال سنگھ نے سرد سے لہجے میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں مانتا ہوں کہ حالات سب میرے بارے شک پیدا کر رہے ہیں، لیکن میں نے ایسا کچھ نہیں کیا، میں مرتو سکتا ہوں لیکن غداری کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ تم لوگ مجھے جو بھی سزا دو مجھے قبول ہوگی۔ مگر مجھے ایک موقعہ ضرور دیا جائے کہ میں یہ ثابت کر سکوں کہ میں غدار نہیں ہوں۔''

ابھیت نے پورے اعتماد سے کہا

''ٹھیک ہے، وقت نہیں، اس لئے ہرنیک اور کلیان کے بارے جو فیصلہ کرنا ہے تم نے ہی کرنا ہے، صرف بیس منٹ ہیں تمہارے پاس، کلیان کو لاؤ۔'' ہرپال نے کہا

''او کے۔'' ابھیت نے کہا اور اٹھ گیا۔ وہ تینوں بھی اس کے ساتھ اٹھ گئے۔

ملگجے اندھیرے میں ہرنیک سنگھ فرش پر پڑا ہوا تھا۔ وہ چاروں اس کے پاس چلے گئے۔ آہٹ پا کر وہ سیدھا ہوا تو جسپال نے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا

''نیتا جی، سکون سے میرے سوالوں کا جواب دو گے یا مار کھا کے بکواس کرو گے؟''

''تم نہیں جانتے کہ تم نے موت کو آواز دے لی ہے۔ سارا چندی گڑھ مجھے تلاش.....''

لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے، کہ ابھیت، کلیان کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا۔ اس نے لفظ سن لئے تھے اس لئے اس نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا پھر سخت لہجے میں بولا

''سن ہرنیک۔! ہمیں تم سے کوئی لینا دینا نہیں، صرف ایک سوال ہے، اس کا جواب چاہئے، جھوٹ بولو گے تو موت، سچ بولو گے تو جانے دیں گے، تم بھی جانتے ہو کہ وقت بہت کم ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا پسٹل نکالا، سیفٹی کیچ ہٹایا تو اس کی آواز ہی سے ہرنیک سہم گیا

''بولو، کیا پوچھنا ہے؟'' وہ تیزی سے بولا

''سندیپ اگروال، عرف سندو کہاں ہے؟'' ابھیت نے پوچھا تو اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں، پھر کلیان کی طرف دیکھ کر بولا

''میرا اس سے کوئی تعلق نہیں، وہ تو کلیان سنگھ کا دوست تھا اور.....''

''اسی کلیان نے تمہارا پتہ بتایا ہے۔ جھوٹ بولتے ہو؟'' یہ کہہ کر اس نے پسٹل اس کے ماتھے پر رکھ دیا تو چند لمحے تذبذب میں رہا، پھر مردہ سی آواز میں بولا

''میں نے اس کے اغوا کی ڈیل کی تھی۔ اسی لئے کلیان کے قریب ہوا۔ میں نے اسے اغوا کر بھی لینا تھا، مگر مجھ سے پہلے ہی کسی نے اسے اٹھا لیا۔ میرا خیال ہے وہ ''را'' والوں نے.....''

''اب تمہیں کوئی پتہ نہیں؟'' ابھیت نے پوچھا

''نہیں۔'' وہ اعتماد سے بولا

''ہمارے بارے میں تجھے پہلے سے کس نے بتا دیا کہ تجھے اغوا کرنے آئیں گے۔'' ابھیت نے پوچھا

''وہ تو کل کا بتایا جا رہا تھا کہ کوئی مجھے اغوا کرنا چاہتا ہے۔ وہ تو کوئی اور ڈیل تھی۔ سندو والا معاملہ ہی نہیں تھا۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''سندو کے معاملے میں تمہاری ڈیل کس سے ہوئی تھی؟'' جیپال نے پوچھا

''گربازسنگھ نام کا آدمی تھا۔ اس نے بہت بڑی رقم دی تھی۔ سندو کے گم ہو جانے کے بعد سے اس کے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہے اور نہ ہی اس نے مجھ سے رقم واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔'' ہرنیک نے کہا

''تم چندی گڑھ کے سیاست دان ہو، کیا سمجھتے ہو، ہمیں بے وقوف بنالو گے۔ سندو کا پتہ بتاؤ یا گربازسنگھ کا، دس تک گنوں گا۔'' ابھیت نے سرد لہجے میں کہا تو جیپال نے ہرپال سنگھ کی طرف دیکھ کر گرباز کے بارے میں پوچھا

''اس نام کا شخص، ادھر کہیں رہا ہے؟''

''ممکن ہے اس نے نام بدل کر یا کسی دوسری طرح ان کے قریب ہوا ہو۔ لیکن جو بھی کرنا ہے، پانچ دس منٹ میں کر کے نکل جاؤ، پولیس اور خفیہ پورے شہر میں پھیل چکی ہے، وقت بہت کم ہے۔''

''او کے، ابھیت مار دو گولی اسے۔ کلیان کو بھی ختم کرو اور چلو۔''

''نہیں، رب کے لئے نہیں، میں سچ کہتا ہوں۔ وہ پانچ لڑکے میرے پاس ہیں میں وہ دے دیتا ہوں۔'' وہ چیختے ہوئے بولا

''کہاں ہیں وہ لڑکے؟'' جیپال نے چونکتے ہوئے کہا تو وہ بولا

''وہ میرے فارم ہاؤس پر ہیں۔ آرام سے ہیں۔'' جیسے ہی ہرنیک نے کہا تو جیپال کو غصہ آ گیا۔ اس نے ابھیت کا پسٹل ہٹایا اور پوری قوت سے گھونسہ اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا

''بے غیرت، تو نے اب تک مذاق بنایا ہوا ہے، قسطوں میں معلومات دے کر کیا کرنا چاہتا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے ہرنیک کو مارنا شروع کر دیا۔ اس کی اچھی ٹھکائی کرنے کے بعد جیپال نے اپنی پنڈلی سے لگا خنجر نکالا اور اس کی ایک ران میں دبا دیا، پھر چیرتے ہوئے باہر نکال لیا۔ اس کے ساتھ ہی ہرنیک تڑپنے لگا۔ کچھ دیر بعد تڑپتے ہوئے گھٹی ہوئی آواز میں بولا

''رب کے لئے..... بخش دو..... میں..... سب بتا..... دیتا ہوں۔''

''ایک منٹ میں بتا دو یہ تمہیں آخری موقعہ ہے، اب گولی تیرے دماغ کے پار ہو گی۔'' یہ کہتے ہوئے ابھیت نے اس کی کنپٹی پہ پسٹل کی نال رکھ دی

''گرباز کا..... فون نمبر..... بتا دیتا ہوں۔ وہ مجھ سے..... دو چار بار ہی ملا ہے..... ہمارا رابطہ فون پر ہی تھا..... مجھے کلیان کے ذریعے..... سندو کی حرکات و سکنات بارے پتہ چل جاتا تھا..... جو میں گرباز کو بتاتا تھا..... کلیان کو نہیں معلوم..... کیا ہوا سندو کے ساتھ..... اس لئے تعلق رکھا ہوا تھا..... کہ اگر سندو کے بارے میں..... یا ان پانچ لڑکوں کے بارے میں..... کوئی پوچھے..... تو مجھے فوراً پتہ چل جائے۔''

''نمبر بولو۔'' جیپال نے کہا تو اس نے نمبر بول دیا۔ جیپال نے کال ملائی تو دوسری جانب اس کی توقع کے مطابق فون بند تھا۔ ہرنیک کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

''لگتا ہے تو اپنا انتم سنسکار بھی نہیں کروانا چاہتا۔ میں نے تجھے ٹھوک دیا تو لاش اوپر پھینک دینی ہے جہاں چیل کوے تجھے کھائیں گے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اب میں کیا کروں، مجھے فون دو، میں ابھی لڑکے جہاں کہو پہنچا دیتا ہوں۔'' اس نے اذیت بھرے لہجے میں تیزی سے بے چارگی کے ساتھ کہا

''میں تیری بات کروا دیتا ہو، نمبر بولو۔'' جسپال نے کہا تو نے نمبر بتایا۔ جسپال نے اپنے فون سے اس مخصوص جگہ فون کیا۔ نمبر بتایا۔ کچھ دیر بعد کال آ گئی تو اس نے اسپیکر آن کر کے فون ہرنیک کو دے دیا

''ہیلو، کون بول رہا ہے۔''

''سردار جی آپ، کہاں ہیں، ٹھیک تو ہیں آپ؟''

''میں ٹھیک نہیں ہوں، اگر تم لوگ میری زندگی چاہتے ہو تو فارم ہاؤس سے وہ پانچ لڑکے واپس اسی گرودوارہ صاحب پہنچا دیں۔''

''جی، لیکن یہ نمبر تو.....'' دوسری طرف سے کسی نے کہا تو جسپال نے اس کی بات کاٹ کر سرد لہجے میں کہا

''اوئے تم جو بھی ہو، اگر سمارٹ بننے کی کوشش کی تو یہ تیرا سردار زندہ نہیں رہے گا۔ صرف دس منٹ ہیں تیرے پاس، اگر لڑکے نہ پہنچائے تو.....''

''تم کوئی آسمان پر نہیں ہو، اگر سردار جی کو کچھ ہو گیا تو ہم تیرے.....'' دوسری طرف سے کہا گیا تو ہرنیک بولا

''جیسا کہہ رہے ہیں ویسا کرو، جلدی۔'' ہرنیک نے کہا تو جسپال نے کہا

''سالے، نمبر سے ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش میں وقت ضائع کرنے کی بجائے کام پر لگ جاؤ، تیرے سردار کی ایک ٹانگ ہم نے چیر دی ہے، خون بہہ رہا ہے دھڑا دھڑ، دیر کرو گے تو سمجھ لو کیا ہو گا۔''

''کیا یہ سچ ہے سردار جی؟'' تشویش زدہ لہجے میں پوچھا گیا

''ہاں، سچ ہے۔'' ہرنیک نے کہا

''نہیں، ابھی کرتا ہوں۔'' دوسری طرف سے کہا گیا۔ تو جسپال نے فون بند کر دیا

''کیڑا ہے نا دماغ میں۔ اب تم کیا کہتے ہو کلیان جی۔'' جسپال نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر پوچھا تو کلیان سنگھ بولا

''میرا قصور تمہارے سامنے ہے۔''

''تم گرباج کو جانتے ہو؟'' ابھیت نے پوچھا

''ہاں، میں اس کے ساتھ کئی بار اس سے ملا ہوں، لیکن یہ پتہ نہیں تھا کہ وہ کیوں ہرنیک سے ملتا ہے، یہ آج پتہ چلا۔ مجھے آپ جو کہو، میں کرنے کو تیار ہوں۔'' اس نے کہا تو جسپال بولا

''کلیان سنگھ جی، گرباز چاہئے، یا سندو کا پتہ۔''

''میری فون پر بات کراؤ یا مجھے جانے دو۔ کل شام تک میں اس کا کھوج نکال لوں گا، اگر اعتماد کرتے ہو تو۔'' کلیان نے اعتماد سے کہا تو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

جسپال نے ہرپال سنگھ کی طرف دیکھا تو ابھیت بولا

''یہ میری ذمے داری ہے، میں اس سے رابطے میں رہوں گا۔''

''کلیان سنگھ کو چھوڑ دیں اور جیسے ہی لڑکے واپس ملتے ہیں، اس ہرنیک کو گولی مار دیں، ہم جا رہے ہیں۔''

یہ کہتے ہوئے وہ کمرے سے باہر جانے لگے تو ہرنیک چیخنے لگا۔

''نہیں..... ایسے نہیں مارو۔''

جسپال رک گیا اور اس کی طرف دیکھ کر بولا

''مجھے گرباز چاہئے، دے سکتے ہو؟''

''ہاں، مگر.....'' وہ بے چارگی سے بولا تو ابھیت نے پسٹل سیدھا کیا اور اسے ڈانٹتے ہوئے بولا

''پھر نئی بے غیرتی کرو گے۔''

''وہ بہت خطرناک لوگ ہیں، میں نے ان کے بارے بتایا تو مجھے ہی نہیں میرے سارے پریوار کو مار دیں گے یہاں تو میں اکیلا ہی مروں گا۔''

''یہ میرا وعدہ رہا، تجھے کچھ نہیں کہوں گا، اگر گرباز کا پتہ دے دو تو؟''

''میں ابھی بات کرتا ہوں، ایک دوسرے نمبر پر بات کرو۔'' ہرنیک نے کراہتے ہوئے کہا

اسی طرح دوبارہ کال ملائی گئی۔ رابطہ ہوا تو ہرنیک نے کہا

''گرباز کہاں ہو تم، مجھے بچاؤ۔''

''سوری۔! اب وہ تم تک پہنچ گئے ہیں، اب تجھے مرنا ہی ہوگا۔'' دوسری طرف سے بھاری آواز میں کہا گیا

''تم تو میرے دوست ہو، میں مشکل میں.....'' ہرنیک نے کہا

''تم نے بھاری معاوضہ لیا ہے اس کام کا، اب بھگتو، اور ہاں دوبارہ فون مت کرنا، تیرے مرنے کی اطلاع مجھے ہو جائے گی۔'' اسی نے کہا اور فون بند کر دیا۔ ہرنیک یوں ہو گیا جیسے اس میں جان ہی نہ رہی ہو۔

''ہرپال، لڑکے مل جائیں تو ان دونوں کو کہیں چھوڑ کے نکل جاؤ۔ یہ جگہ اب صاف کر دو۔ گرلین آؤ میرے ساتھ۔''

''اس ہرنیک کو چھوڑ دیا تو.....'' ابھیت نے کہنا چاہا

''یہ اب کچھ نہیں کر سکتا۔ اور اب کوئی جتنا بھی چھپنا چاہے، مجھ سے نہیں بچ پائے گا۔ آؤ۔'' جسپال نے کہا اور وہاں سے گرلین کور کے ساتھ نکل گیا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میرے سامنے ایک عظیم صحرا تھا۔ سورج چمک رہا تھا۔ بھوری، سنہری ریت تا حدِ نگاہ پھیلی ہوئی تھی۔ ایک پر ہول سناٹا تھا، جس میں فقط ہوا کی دہشت ناک سنسناہٹ تھی۔ میں چلتا چلا جا رہا تھا۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں کس طرف اور کیوں چلتا جا رہا ہوں۔ اچانک صحرا میں تاریکی چھانے لگی۔ جس کے ساتھ ہی ماحول میں وحشت بڑھنے لگی۔ سورج سیاہ دھویں کی اوٹ میں چھپ گیا تھا۔ میں ایک ٹیلے پر چڑھا تو سامنے کا منظر حیرت زدہ کر دینے والا تھا۔

ایک دائرے میں بے شمار عجیب و غریب قسم کے جانور بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے کچھ جانور پہچانے جا رہے تھے اور کچھ عجیب الخلقت تھے۔ ان میں سب سے آگے ایک اُلو، چمگادڑ، اور کرگس بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے بالکل سامنے کی طرف ریچھ، لنگور اور بندر تھے۔ انہی کی دائیں جانب رال ٹپکاتے ہوئے کتے بیٹھے ہوئے تھے اور بائیں جانب لومڑی اور سانپ تھے۔ ان کے علاوہ کافی سارے ایسے جانور بھی تھے جنہیں میں نہیں جانتا تھا اور نہ ہی انہیں کبھی دیکھا تھا۔

یہ عجیب میلہ لگا ہوا تھا۔ وہ سارے ہی بار بار آسمان کی جانب دیکھ رہے تھے۔ شاید انہیں کسی کا انتظار تھا۔ کتنا ہی وقت یونہی گذر گیا۔ اچانک آسمان کی طرف سے ایک چمکتا ہوا انڈہ ریت پر آن گرا۔ جو کچھ لمحے تو پڑا رہا، پھر ہلنے لگا۔ اسی طرح ہلتے ہوئے وہ ٹوٹ گیا۔ اس کے ٹوٹتے ہی ہر جانب سڑاند پھیل گئی۔ سارے جانور سجدے میں گر کر شور مچانے لگے، کسی کی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ اس ٹوٹے ہوئے انڈے میں سے ایک گرگٹ نے سر اٹھایا۔ چند لمحوں میں اس نے نہ صرف اپنے رنگ بدلے بلکہ اس کا چہرہ بھی تبدیل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ ایک بھیانک چہرہ واضح ہو گیا۔ اسی لمحے وہ سارے جانور سجدے میں سے اٹھ گئے۔

''میرے چیلوں، تمہیں انسان کی بربادی مبارک ہو۔ تمہاری درخواست پر میں نے اجلاس بلا لیا ہے، کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟'' اس نے اپنی بھدی اور خرخراتی ہوئی آواز میں کہا تو میں سمجھ گیا۔ وہ ابلیس تھا۔ اور اس کے اردگرد سارے اس کے چیلے تھے۔ تبھی ایک عجیب الخلقت جانور نے آگے بڑھ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

''بے شک انسان کی بربادی آپ ہی کی وجہ سے ہے گرو جی، ہم کیا چیز ہیں۔ آج کے اس اجلاس کی درخواست آپ سے اس لئے کی گئی ہے کہ آپ کا ہر چیلا بڑھ چڑھ کر اپنی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ اب وہ یہ فیصلہ چاہتے ہیں کہ ان میں بڑا کون ہے؟''

اس پر ابلیس چند لمحے خاموشی سے سب کو دیکھتا رہا پھر اپنی بھدی اور خرخراتی ہوئی آواز میں بولا

''تم وہ ہو جو انسان کو اپنے جیسا بنا لیتے ہو۔ انسان کتنا پاگل ہے، اپنی انسانیت چھوڑ کر جانور بن جاتا ہے۔ تم وہ صفت اور صلاحیت ہو، جو کسی انسان میں داخل ہو جاؤ تو وہ اپنی انسانیت کو بھول جاتا ہے۔ مجھے تم سب پر فخر ہے۔ خیر۔! اجلاس کی ابتدا کرتے ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے سب کی طرف دیکھا پھر اُلو پر نگاہ ٹکا کر بولا ''اے اُلو، میرے دانشور، تجھے تو شروان حاصل ہے میرے اس دانشور کی شان یہ ہے کہ جب انسان کے لئے سورج غروب ہوتا ہے تو اس کے لئے طلوع ہوتا ہے، یعنی کالی رات میں اس کا دن طلوع ہوتا ہے، بتا اے دانشور اُلو، تو کس حد تک کامیاب ہے۔''

اس پر اُلو آگے بڑھا اور ہاتھ باندھ کو بولا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''جناب۔! یہ آپ ہی کی مہربانی ہے کہ مجھے شروان دیا۔ میرا یہ شروان ایسا ہی ہے کہ میں انسانوں کے ذہن میں وساوس پیدا کرتا ہوں۔ جس سے ان کی فکری پختگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی میں ان میں خوف پیدا کر دیتا ہوں، ہر طرح کا خوف، موت کا خوف، بھوک کا خوف، ان کے اپنے وجود کا خوف۔''

''تم اس کی کوئی مثال دے سکتے ہو؟'' ابلیس نے چلبلاتے ہوئے پوچھا

''بے شمار ہیں۔ ایک چھوٹی سی مثال یہ ہے کہ میں نے انسان میں خوف پیدا کر دیا ہے کہ اس زمین سے پانی ختم ہو جائے گا، پھر کیا ہوگا؟ اس خوف کا پیدا ہونا ہی تھا کہ آپ نے دیکھا، انسان اسی لئے بڑے بڑے اجلاس بلا رہا ہے، حالانکہ اسے یہ نہیں معلوم کہ جس نے انسان کو پیدا کیا، وہ پانی ختم نہیں ہونے دے گا۔ اس نے کہہ دیا ہوا ہے کہ جتنا پانی میں نے دے دیا، وہ کبھی ختم ہونے والا نہیں۔ کیونکہ خالق نے ہر شے کو پانی سے زندگی بخشی ہے۔ زندگی اور پانی لازم وملزوم ہیں۔ میں نے ایسا ابہام پیدا کیا، کوئی سمجھ ہی نہیں رہا۔''

''اور بڑی مثال؟''

''انسان کی جس میں حقیقی آزادی ہے، میں نے اسے غلامی بنا کر مکروفریب پیدا کر دیا۔ اور جو غلامی ہے، اسے آزادی بنا دیا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں، میں نے ہر جگہ آگ لگائی ہوئی ہے، کسی کو سمجھ ہی نہیں آنے دے رہا ہوں کہ حقیقی آزادی ہے کیا؟''

''کوئی اور بات کرنا چاہتے ہو؟''

''جناب میں نت نئے مکروفریب گڑھ کر فکر وفلسفہ میں انتشار بڑھا رہا ہوں۔ آپ نے دیکھا نہیں عورتوں سے امامت تک کروا دی گئی۔ مرد اس کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔ یورپ کی عورتیں بچے پیدا نہیں کر رہی ہیں۔ میں نے عورت سے اس کا عورت پن چھین لیا۔ آزادی نسواں کے نام پر۔ یہی حال اب برصغیر کی عورتوں کا ہے، وہ اندھی ہو چکی ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ یورپ کی عورتوں کا کیا حشر ہو چکا ہے، پھر بھی آزادی نسواں کی تحریکیں چلا رہی ہیں۔ آقا۔! میری کیا کیا خدمات نہیں ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' یہ کہہ کر ابلیس نے چمگادڑ کی طرف دیکھا اور کہا،' اے اَگیانی۔! تمہارا آسمان اُلٹا ہے، ہاں اب تم بولو۔''

''آقا۔! میں زیادہ باتیں کر کے دماغ خراب نہیں کرتا۔ میں نے جو کیا ہے اس کی تصویری جھلک دکھاؤں گا تا کہ ہر شے واضح ہو جائے۔'' چمگادڑ نے دست بدستہ ہو کر کہا

''تو پھر کھولو اپنی گٹھلی اور دکھاؤ، کیا دکھاتے ہو۔'' ابلیس نے اپنے دانت نکوستے ہوئے کہا۔

چمگادڑ نے اپنی گٹھلی کھولی، اس میں سے سیل فون نکالا، اس نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر سیل فون اس پر رکھا تو وہ آئی پیڈ بن گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی اسکرین بڑی ہوئی لیپ ٹاپ جیسی ہوگئی، پھر وہ ٹی وی جیسا بن گیا۔ جس کی جسامت لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی۔ اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ سینما اسکوپ سائز کی اسکرین بن گئی۔ سبھی اس طرف دیکھ رہی تھے۔ اسکرین پر سب سے پہلے ایک نائٹ کلب کا منظر ابھرا۔ نوجوان جوڑے مستی میں ایک دوسرے سے جڑے ناچ رہے تھے۔ ہر جوڑا ہوش سے بیگانہ تھا۔ کسی کو کسی کی خبر نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ہی چمگادڑ کی آواز ابھری

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''میں نے ہر جگہ یہ کلچر متعارف کرا دیا ہے۔ یہ صرف انہی ملکوں میں نہیں ہے، جہاں اجازت ہے، بلکہ میرا کام تو وہاں آسان ہوتا ہے جہاں ان نائٹ کلب پر پابندی ہوتی ہے، وہاں یہ نوجوان چھپ کر موج مستی کرتے ہیں، یہ دیکھو ان کے گھروں کا منظر، میں نے ان کے گھروں کا نائٹ کلبوں میں بدل دیا ہے۔''

اس کے ساتھ ہی منظر بدل گیا۔ گھروں میں نوجوان جوڑے ناچ رہے تھے۔ شراب عام بہہ رہی تھی۔ اس میں کئی منظر بدلے۔ نائٹ کلب، ہوٹل، رقص گاہیں، گھروں میں مخلوط پارٹیاں، جہاں رشتے ناطوں کی کوئی پروا نہیں تھی، نہ کسی رشتے کے تقدس کا احساس اور نہ احترام۔ اس کے ساتھ ہی منظر بدلا، سمندر کنارے برہنہ عورتیں نمودار ہوئیں، اس کے ساتھ بڑے بڑے سوئمنگ پول میں نہاتے جوڑے، اٹھکیلیاں، قہقہے، شور شرابہ، ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے۔ ان سارے مناظر میں یوں دکھائی دے رہا تھا کہ جیسے یہ سارے جسم اور بدن کے پجاری ہوں۔ اور بدن کی ہوس نے سب کو حیوانی سطح پر لا کھڑا کیا ہو۔ انہیں دوسرا ہوش ہی نہ ہو۔

''شاباش۔! ان ترقی پذیروں کو جلد از جلد ترقی یافتہ بنا دو۔'' ابلیس نے خوش ہوتے ہوئے کہا

''میرا اگیان اگر دیکھنا ہے تو میرے سامنے بیٹھے ریچھ، بندر اور لنگور کو دیکھو، یہ وہ آئینہ ہیں جس میں انسان کو یہ باور کرایا کہ ان کے آباء واجداد یہ جانور ہیں۔ ڈارون کی تھیوری کو ایک زمانہ تسلیم کرتا ہے، کتنا احمق ہے یہ انسان۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یہ سائنسی اصول ہر زمانے میں، ہر جگہ ایک ہی نتیجہ دیتا، مگر انسان کی عقل پر قربان جاؤں، من وعن یہ تسلیم کر لیا کہ جس حقیقت کا وجود ہی نہیں، اسی کو تسلیم کئے بیٹھے ہیں۔ ان عقل کے اندھوں سے پوچھا جائے کیا اب لنگور اور بندر سے انسان بنتے ہیں؟ جو انسان کی اولاد کہلوانا عار سمجھتے ہیں اور جانوروں میں اپنے آباؤ اجداد کو تلاش کرتے ہیں۔ آخر کار صدیوں سے انسان کی عقل فکر میں نہ آنے والے ان رازوں نے اپنی منزل کو پا لیا۔ ان کی باسوں سے اپنے آباؤ اجداد کی بُو کا ادراک پایا۔''

''واہ۔! تم نے خوب کام کیا۔'' ابلیس نے تعریف کرتے ہوئے خوشی کا اظہار کیا

''اور تو اور میرے اگیان کو مغربی مفکرین جس طرح پیش کر رہے ہیں، وہ میری طاقت کا مظہر ہیں۔ میں وہ گیان عام ہونے نہیں دیتا، جس میں انسان کو عقل آ جائے، جیسے آئن سٹائن کی تھیوری کو قانون بننے میں کتنا وقت لگا۔ اب بھی اس میں شک ڈال دیا ہے میں نے، اس کی طرف کسی کو آنے ہی نہیں دیتا کہ کسی انسان کو اس کی سمجھ آ جائے مگر یہ وہ راز ہے جسے اگر انسان سمجھ لے تو اپنے وجود ہی کے بہت سارے انکشافات اس کے منتظر ہیں، جس سے وہ حقیقت کو سمجھنے کے قابل ہو سکتا ہے۔''

''ہاں، انسان کو اندھیرے میں رکھو۔ اندھیرا ہی ظلمت ہے جو کفر کی طرف لے جاتا ہے، ان کو انہی کے جسم میں الجھا دو، اسی لذت میں گم کر دو۔ ان بھیدوں کی طرف نہ جانے دو جس سے انسان شعور پا جائے۔'' ابلیس نے چیخ کر کہا، پھر کرگس کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''بولو تیرا اَدھیان کیا کہتا ہے؟''

کرگس آگے بڑھا اور اپنی بھدی آواز میں بولا

''میرے آقا۔! کیا آپ دیکھ نہیں رہے میں نے کس قدر موت بانٹنی شروع کر دی ہے۔ شروان والا اُلّو تو اس طرف لاتا ہے، اگیان والی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تو ہوش سے بیگانہ کرتی ہے اور انہیں الجھا دیتی ہے، لیکن اصل کام تو میں کرتا ہوں۔ میں موت بانٹتا ہوں۔ دیکھ نہیں رہے انسان کس قدر ذلیل و خوار ہو کر مر رہا ہے۔ روئے زمین پر اس وقت سب سے ارزاں خون مسلمان کا ہے، مجھے ان پر محنت نہیں کرنا پڑتی، یہ تو پیلیکن کی طرح ہیں جو اپنا لہو خود ہی پی رہے ہیں۔ اتنی قتل غارت کبھی پہلے دیکھی تھی آقا؟''

''شاباش، تمہارا کام بہت اچھا ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے کتے اور سانپ کی طرف دیکھا۔ کتا آگے بڑھا تو ابلیس نے کہا، ''تم تو پیچھے ہٹ جاؤ، تم میں جو انسان سے وفاداری کی فطرت ہے وہ مجھے کھٹکتی ہے، تم سے تو اچھا یہ سانپ ہے۔ تم آگے آؤ اور بتاؤ۔''

سانپ تیزی سے آگے بڑھا اور پھن اٹھا کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی نیلی آنکھیں تیزی سے گھمائیں۔ پھر اپنے روپ بدلے اور بولا

''یہ شروان، اُدھیان اور اگیان والے ایک طرف، موت بانٹنے والی بھی ایک طرف، یہ سب اس وقت تک ناکارہ ہیں، جب تک میں سازش نہ کروں۔ یہ میری سازش کا کمال ہے کہ انسان آپس میں لڑتے ہیں۔ اگرچہ انسان مجھے کتے سے بھی بدتر سمجھتے ہیں، لیکن میں ان میں ایسے چہرے کے ساتھ جاتا ہوں کہ وہ مجھے گلے لگانے پر مجبور ہوتے ہیں۔ میرا احترام کرتے ہیں۔ میں انہی کے اندر کے تکبر، لالچ اور بھوک کو استعمال کرتا ہوں۔ میرا سب سے بڑا ہتھیار وہ سکالر ہیں جو کتابوں کو ہاتھ میں رکھ کر ان سے علم حاصل کرنے کی بجائے، دوسروں پر تنقید کے جواز تلاش کرتے ہیں۔ میری سازش ہی سے وہ ہمارے جال میں آتے ہیں۔ اس سے آگے ہی یہ شروان، اگیان اور اُدھیان والے کام کر سکتے ہیں۔''

سانپ کے کہنے پر ایک دم سناٹا چھا گیا۔ ابلیس خاموش تھا۔ چند لمحے یونہی گزر گئے، پھر وہ بولا

''میں خوش ہوا کہ میرے چیلے ایک سے بڑھ کر ایک ہیں۔ میں ان میں کوئی فرق نہیں کر پا رہا ہوں۔ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا ایجنڈا، پروپیگنڈا، اور ہتھکنڈا مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ تم سب بڑے ہو، بس تم میں سے وہ بڑا ہے جو زیادہ انسانوں کو بہکا دے۔ تم سب نے بڑے بڑے کام کر لئے مگر ایک خطرہ اب بھی ہے، میں اسی سے ڈرتا ہوں۔''

''آپ بھی ڈرتے ہیں آقا؟'' ایک سڑانڈ مارتے ہوئے جانور نے حیرت سے پوچھا

''یہ ڈر، خوف نہیں ہے، بلکہ یہ ڈر وہ ہے جس سے حضرت انسان آگہی پا سکتا ہے، پھر ہماری طاقت وہاں پر سلب ہو جاتی ہے۔ یہ اجلاس چاہے جس مقصد کے لئے تھا، لیکن تمام بلیات کو یہاں بلانے کا مقصد کچھ اور بھی ہے۔ کیا میں وہ نا بتاؤں؟'' ابلیس نے دردمندی سے کہا تو تمام بلیات اور جانور اچھل اچھل کر ابلیس کی تائید کرنے لگے۔

''آقا، جیسا آپ چاہیں۔'' سبھی طرف سے یہی آواز بلند ہوئی تھی۔

''سنو۔! میں کیا چاہتا ہوں، یہ میں بعد میں بتاتا ہوں، پہلے یہ جان لو کہ ہم اس وقت برصغیر کی اس دھرتی پر کھڑے ہیں، جسے چاہے تقسیم کر دیا ہے، مگر میں اس کی تقسیم کو نہیں مانتا۔ مجھے سرحدوں سے کوئی غرض نہیں ہے۔ یہاں سے مجھے ڈر لگ رہا ہے۔ میرے تھنک ٹینکوں نے مجھے بتایا ہے کہ یہاں کے انسان ہمارے ایجنڈے، پروپیگنڈے اور ہتھکنڈے کو ختم کر سکتے ہیں۔ یہ بات تم لوگوں کو ایسے سمجھ نہیں آئے گی، اس کے لئے تمہیں ماضی میں لے جانا پڑے گا۔'' ابلیس بے حد جذباتی ہو گیا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کہو آقا کہو۔'' ایک شور اٹھا

''جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ میری دشمنی انسان سے ہے، اور ان میں سے سب سے بڑا دشمن مسلمان ہے۔'' یہ کہہ کر وہ لحہ بھر کو رک کا پھر کہتا چلا گیا۔'' یہ انتہائی نازک لمحات ہوتے ہیں جو صدیوں کے بعد قوموں پر آتے ہیں، وہ لمحات ہوتے ہیں آزادی کے۔ میری بھرپور کوشش ہوتی ہے کہ میں ان لمحات کو ٹال دوں۔ حقائق عالم سے ان کی آنکھیں بند کر دوں۔ تا کہ وقت گذر جائے۔ جب وقت گذر جاتا ہے تو پھر کچھ نہیں بچتا۔ کیونکہ آزادی کے لمحات صدیوں بعد ہی قوموں پر آتے ہیں۔ حقائق عالم کو ان کی نگاہوں سے اوجھل کرنے کے لئے میں مذہبی، عوامی سیاسی اور معاشرتی گروہوں میں گھس جاتا ہوں۔ ہر طرح سے انہیں گمراہ کرتا ہوں۔ ان کے اندر نفرت، حسد اور کینہ بھر دیتا ہوں۔ یہ بہت آسان ہے۔ صرف یہ کرنا ہوتا ہے کہ ان سب کو ایک دوسرے سے بڑا کر کے دکھا دوں۔ انہیں یہ باور کرا دوں کہ تم سب سے بڑے ہو۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میں نے ہر ایک کو یہ باور کرایا کہ تم سب سے بڑے حریت پسند ہو۔ ساری حریت تمہارے پاس ہے۔ میں نے سب کے ہاتھوں میں حریت تھما دی اور ان کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس کے بعد میں نے بڑا وار یہ کیا کہ انہیں جتایا تم ہی سب سے اعلیٰ اور برتر قوم ہو۔ اپنی قوم کے لئے سب سے بہتر فکر کرنے والا دوسرا کون ہے۔ انہیں لڑنے مرنے کے لئے تیار کر لیا۔ انہیں کہا کہ اپنے ماننے والوں کو الگ کر لو۔ اور جسے تم اچھا سمجھتے ہو اس کے ساتھ مل کر آزادی حاصل کرو۔ سبھی آزادی کے متوالے حریت پسند بن گئے۔ میں نے اپنی ہنر مندی سے اس وقت کو ان کی آنکھوں سے اُڑا دیا۔ ان قیمتی لمحات کو اپنے دام فریب سے الجھا دیا۔ میں کامیاب تھا کہ انسان پر انسان کی غلامی کا تسلسل قائم رہتا۔ اپنی ہی غلامی میں نسل در نسل انسان خود پر ظلم کی انتہا کرتا رہتا۔ میں کامیاب تھا، اس وقت دو چار لوگ جو مذہب، سیاست اور آزادی سے واقف تھے کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ میں نے انفرادی طور پر ان کے دماغ میں بھی ڈال دیا تم ہی حریت پسند ہو اور بڑے گروہ والے ہو۔ یوں وہ اپنے ماننے والوں کو لے کر الگ ہو گئے۔ میں نے اصل میں انہیں گمراہ کر کے انہیں اپنی ہی قوم کا دشمن بنا دیا۔ یہ ثابت کر دیا کہ وہ جاہل اور ظالم ہیں۔ میں کامیاب تھا مگر......''

''مگر کیا ہوا آقا؟'' ایک شور اٹھا

''اس وقت میرے ارادوں کو ایک مردِ حریت کی آنکھ دیکھ رہی تھی۔ اس نے میرے ہتھکنڈوں کو بھانپ لیا۔ اس نے بروقت دو قومی نظریہ پیش کر کے نہ صرف میرے مکر و فریب کے جال کو ان کی نگاہوں پر ظاہر کیا اور ان کے مقصد کو واضح کیا۔ جسے میں اپنے جال کے نیچے چھپائے ہوئے تھا۔ میں چاہتا تھا کہ پوری مسلمان قوم کو غلامی میں رکھوں۔ اس مردِ حریت نے کہا غیر کی طرف مت دیکھو، اپنی طرف آؤ، اپنوں سے مل کر آزادی حاصل کرو، غیر کے ساتھ ملنے سے رسوائی کے سوا کچھ نہیں۔ اپنی آزادی آپ حاصل کرو اور غیر کو اپنے ارادے سے نکال دو۔ یہی حریت و خودداری ہے۔ خود اپنی قوت سے آزادی حاصل کرو۔ یہی میرے لئے موت تھی۔''

''پھر آپ نے کیا کیا آقا؟''

''کیا تم نے نہیں دیکھا۔ اس غلامی کی اندھیری رات میں بھٹکتی ہوئی قوم کو اس ملک کے دل میں اس نے ان کے محبوب رہنما قائد اعظم کا دیدار کرایا۔ اور یقین کی روشنی سے صورت کو ان کے دلوں میں اتارا۔ میرے پھیلائے ہوئے جال کو پھاڑ دیا اور اپنے مقصد کو حاصل کر لیا۔ ایک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صورت سامنے کردی، جس پر یقین کو قوت بنا دیا۔ لیکن میں بھی اپنا کام کر چکا تھا۔ میں نے اس خطے میں انتشار پیدا کر دیا تھا۔ مگر پھر بھی اس قلندر لاہوری کی آواز جس کے کانوں میں بھی پڑی اس پر آزادی کا جنون طاری ہوگیا۔ کیا تم نے نہیں دیکھا اس قلندر کی نواؤں کی بجلیاں جہاں گرتی تھیں، وہاں سے آزادی کی تلواریں پھوٹتی تھیں اور میں بے بس ہوگیا۔'' ابلیس یہ کہہ کر خاموش ہوگیا

''خاموش کیوں ہوگئے آقا؟'' چیلے چیخ اٹھے تو وہ چند لمحے چپ رہنے کے بعد رقت آمیز لہجے میں بولا

''وہ وقت قابل دید ہوتا ہے جب آزادی کے متوالوں کے جذبے آسمان سے بلند ہوتے ہیں۔ ان کے حوصلے ایسے ہوتے ہیں کہ ہر قربانی سے گذر جاتے ہیں۔ وہ میرا جال کاٹ کر نکل گئے۔ وہ ''لا الہ الا اللہ'' پر گئے۔ انہوں نے ایک نیا جہان بنالیا۔ کائنات میں اپنا آپ ظاہر کر کے ''اللہ'' کی قوت کا مظہر بن گئے۔ یہ لوگ موت سے بے تیغ وسناں گذر گئے۔ انہیں موت بھی نہ روک سکی۔ وہ قلندر کی دی ہوئی صورت میدان میں ڈٹی رہی۔ اس کی صدائیں بلند ہوتی رہیں۔ وہ میرے اندر کے فتنے کو دیکھ رہا تھا۔ میں ننگا ہو کر ناچا۔ وہ قلندر تھا اور اس نے مجھے نچا کر رکھ دیا۔ وہ صاحب بصیرت میری چالوں کو سمجھتا تھا۔ ورنہ میں کسی کی سمجھ میں آنے والا نہیں ہوں۔ اس نے لا الہ الا اللہ سے سفر کیا اور ایک نیا جہان بنا کر محمد رسول اللہ کی طرف بڑھنے کو تیار کر دیا۔ جو درس حریت انہیں ان کا دین دیتا ہے وہ سینے سے لگا کر موت سے بھی گذر گئے۔ اس وقت جو میرا جال ٹوٹ گیا تھا، وہ دوبارہ نہیں بن سکا۔ اس کا تانا بانا آج تک بکھرا ہوا ہے۔ وہ وقت میرے لئے بڑا دردناک تھا۔ اس وقت جو اپنی قوت بازو سے نکل گئے، سو نکل گئے۔''

''پھر کیا ہوا؟'' چیلے چیخے

''اس مرد قلندر نے میرے سارے منصوبے ختم کر دیئے۔ لیکن میں نے بھی اس سے بڑا انتقام لیا۔ سکھوں کے ہاتھوں قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ میں نے اس جاہل قوم کی سوچ ہی سلب کر لی۔ یہ کیسے بے ہوش لوگ ہیں، جنہیں آزادی کا احساس تک نہیں ہوا۔ اس وقت یہ سمجھ رہے تھے کہ انہوں نے آزادی حاصل کر لی، کیا تم نے نہیں دیکھا سن چوراسی میں، ان کے ساتھ میں نے کیا کیا۔ میری ابلیسیت ننگا ہو کر ناچی۔ آزادی کا خمار ان کے ذہنوں سے نکل گیا۔ ہر اس قوم کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے جو غیر کے ساتھ مل کر آزادی حاصل کرتے ہیں۔ آزادی صرف اپنی قوت بازو سے نصیب ہوتی ہے۔ انہوں اب پھر حریت کا نعرہ لگا دیا ہے۔ ان کی عقل میں مزید جوئیں ڈال دو۔ تاکہ انہیں ہوش تک نہ آئے۔ اگر کہیں انہیں آزادی کا پتہ چل بھی جائے اور یہ آزادی ان کے سینے میں ابھرے تو بارود سے ان کے سینے ٹھنڈے کر دو۔ یہی اس قوم کی سزا ہے۔''

''ہمارے سب سے بڑے دشمن مسلمانوں کے ساتھ کیا کیا؟'' ایک چیلا دست بدستہ بولا

''اسی دن سے میرا اگلا مقصد شروع ہوگیا۔ تاکہ یہ جو سلامتی کے نام پر جہان بنایا گیا ہے، یہی سلامت نہ رہے۔ اس پر کبھی شباب نہ آئے۔ یہ خزاں رسیدہ ہی رہے۔ یہاں پھول کی بجائے خون بہے۔ پہلے میں ان کی شہ رگ پر چھری رکھ دی۔ سو کچھ ہی سال بعد میں نے سن پینسٹھ میں اس پر حملہ کر دیا۔ میں نے تو یہ سوچا تھا کہ یہ ابھی کمزور ہے، یہاں کے لوگ بھوکے ہیں۔ لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ شہادت ان کی سب سے بڑی قوت ہے۔ میں نے ان کے دل پر شب خون مارا۔ اس کے شہیدوں نے میرے مذموم منصوبوں کو ناکام بنا دیا۔ انہوں نے شہادت کی روایت کو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

برقرار رکھا۔ کیونکہ اس جہان کی بنیاد ہی شہیدوں کے لہو پر ہے۔ میں کہاں سکون سے بیٹھنے والا تھا۔ چند سال بعد ہی میں نے اس کا ایک بازو کاٹ کر رکھ دیا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے پنڈال کی طرف فخر سے دیکھا تو سانپ نے اٹھ کر کہا

''لیکن کیا آپ نے نہیں دیکھا آقا، انہوں نے ظاہری شباب حاصل کرلیا، اس نے ایٹم بم کی صورت میں اپنا ایک خوفناک بازو پیدا کرلیا ہے؟''

اس کے یوں کہنے پر ابلیس نے غضب ناک انداز میں اسے دیکھا اور خرخراتی ہوئی آواز میں انتہائی غصے میں کہا

''احمق۔! تم نے میرے زخم جگر پر ناخن مار دیا۔ اس بے غیرت کو یہاں سے اٹھا کر پچھلی نشستوں پر دھکیل دو، مجھے برداشت نہیں ہو رہا۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے اپنا لباس تار تار کر دیا۔ اس کے سیاہ بدن پر نشان واضح تھے۔ ''یہ دیکھو۔! میرے جسم پر، میرے ظاہر اور باطن پر یہ جو شکست کے داغ ہیں، یہ اس مردِ قلندر کے پے در پے وار کرنے کے نشان ہیں۔ اس نے وہ تلوار ان لوگوں کے ہاتھ میں دے دی ہے جو مسلسل چلتی چلی جا رہی ہے۔ اس لئے اب میری ترجیح بدل گئی ہے۔''

''کون سی ترجیح آقا؟'' چیلے بولے

''یہ جو لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر ملک بنا، اسے چلانا تو انسانوں ہی نے ہے نا۔ میں نے اس ملک کے باسیوں کو اس تلوار سے غافل کر دیا ہے جس کی طرف مردِ قلندر نے توجہ دلائی تھی۔ جو ان میں بجلی کی سی صلاحیت بھر دینے کے لئے کافی ہے۔ میری نگاہیں ادھر ہی گڑھی ہوئیں ہیں۔ میں کوئی لمحہ خالی نہیں جانے دیتا۔ افسوس اس نے ظاہری شباب حاصل کرلیا۔ چاغی کے پہاڑوں نے اس کا جلال دیکھا، جس سے میں خوف زدہ ہو گیا ہوں۔ سو تب سے میرا مقصد صرف یہی ہے کہ میں اسے روحانی اور باطنی طور پر اس قدر کمزور کر دوں کہ یہ تلوار ہی نہ اٹھا سکیں۔ میں اسے باطنی شباب حاصل کرنے کے قابل ہی نہیں چھوڑتا۔ کیا تو نہیں دیکھا، جن اسلامی ممالک کے دماغوں میں طاقت کا جنون پیدا ہوا میں نے اُن کے ساتھ کیا کیا۔''

''وہ اپنی موت آپ مرتے جا رہے ہیں۔'' چیلوں نے خوشی سے بغلیں بجاتے ہوئے کہا

''نہیں، وہ مرتے نہیں ہیں، یہی تو سب سے بڑی مصیبت ہے۔ وہ پھر سے زندہ ہو جانے کی قوت رکھتے ہیں۔ میں نے ان کے لئے کچھ اور ہی سوچ لیا ہے۔''

''کیا سوچا ہے آقا۔'' چیلوں نے پوچھا

'' اس ملک نے ظاہری عالم میں تو شباب حاصل کرلیا ہے، میں انہیں روحانی شباب پر ہی نہیں آنے دوں گا'' ابلیس نے زور سے کہا تو ایک چیلا اٹھ کر بولا

''آقا یہ روحانی شباب کیا ہے؟''

''اس قوم کی اکملیت عشق رسول (ﷺ) میں ہے، وہی پیدا نہ ہونے دو۔ یہی ان کا روحانی شباب ہوگا۔''

''میں نے انہیں باطنی طور پر کمزور کرنے کے لئے ساری قوت لگا دی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اُلو، چمگادڑ، سانپ کیا کیا کر رہے ہیں۔ تم میرے ساتھ آؤ، ہر شعبہ زندگی میں، چاہے وہ سیاسی ہے، مذہبی یا معاشرتی علمبردار ہیں۔ میڈیا ہے، بیوروکریسی ہے، زندگی کے ہر شعبے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں میرے ساتھ لگ جاؤ۔تم نے دیکھا نہیں اس وقت سب سے زیادہ مذہبی منافرت یہیں ہے۔جو ملک مذہب کے نام پر بنا۔یہاں کے لوگ مذہب کے لئے نہیں،فرقوں کے لئے لڑتے ہیں۔اس سے بڑی کامیابی کیا ہوگی۔اب میں کامیاب ہوں،بڑی دیر ہوگئی میرے مقابل کوئی نہیں آ رہا ۔میں نے ہر جانب فحاشی پھیلا دی ہے۔میری خواہش ہے کہ اب کوئی میرے مقابل آ کر مجھے شکست دے۔ایسا ہمیشہ چلتا رہے گا اگر.....'' ابلیس یہ کہہ کر خوف زدہ انداز میں خاموش ہوگیا

''مگر کیا آقا؟'' چیلے تشویش زدہ لہجے میں بولے

'' یہ ملک ایک وجود کی مانند ہے اور اس کا ایک دل ہے،جسے عالم جاوید کہتے ہیں۔اسی عالم سے ،اسی دل سے ہمہ وقت صدائیں اٹھ رہی ہیں۔میں نے پوری کوشش کر کے انہیں ان صداؤں سے دور رکھا ہوا ہے۔طوفانِ بدتمیزی اس قدر برپا ہے کہ انہیں آواز سنائی نہیں دینے دیتا۔ میں نے پورا زور لگایا ہوا ہے کہ ان کے کانوں میں عالمِ جاوید کی آواز نہ پڑے۔میں نے ان کے کان بند کر دیئے ہوئے ہیں۔''

''ایسا کیا ہے اس آواز میں آقا؟'' ایک چیلے نے پوچھا تو ابلیس کو جھرجھری آگئی اس نے کہا

''تم نے نہیں دیکھا،انہی صداؤں نے پہلے کیا کیا ہے۔اس عالم میں ایک جہان پیدا کر دیا۔مجھے ڈر ہے کہ کہیں پھر سے اس جہان میں اس کی روح نہ پیدا ہو جائے ۔ وہ قوانین جو ان کی آنکھوں پر کھل نہیں رہے جو چودہ صدیاں پہلے تجربات سے گذر چکے ہیں۔آج بھی وہ اسی طرح کامیاب ہیں،جیسے پہلے تھے اور ابد تک رہیں گے۔ان قوانین کو ان کی آنکھوں سے دور رکھا،کہیں پھر سے وہ انقلاب پیدا نہ ہو جائے،جس میں تین سو تیرہ عالم کفر پر بھاری تھے۔فرشتے ان کی نصرت میں آج بھی اتر سکتے ہیں۔''

''کیا ایسا ہو جائے گا؟'' چیلا ڈرتے ہوئے بولا تو ابلیس نے ایک زوردار قہقہہ لگایا اور نخوت سے بولا

''جو اپنے آپ کو بھول گئے،انہیں کیا یاد آئے گا۔'' یہ کہہ کر اس نے سنجیدگی سے سب کی طرف دیکھا اور بولا،'' سنو۔!نوجوانوں کو تعلیم سے عاری کر دو، نصاب سے اسلاف کے کارنامے اُڑا دو، میں نے بھی ایٹم بم بنا لیا ہے۔ بے غیرتی،عیاشی،فحاشی اور بدمعاشی پھیلا دو۔ہر شعبہ فکر میں پھیلا دو۔دوسری بات سنو۔!یہ مذہب جو عورتوں کو عزت اور احترام دیتا ہے۔عورت ہی کو اس کے مقام سے گرا دو۔عورتوں میں آزادی کی لہر کو تیز کر دو،انہیں غلامی کا احساس دلاؤ۔انہیں مذہبی اور دنیاوی تعلیم سے بے گانہ کر دو۔عورتوں کی بلاوجہ بازاروں میں گردش بڑھا دو۔لچے ،لفنگے، اللے تللے میرے ماننے والوں کو چوراہوں میں تعینات کر دو۔ عورتوں کی دینی اور دنیاوی تعلیم روک دو۔تاکہ بیماری کی صورت میں مرد معالج ہی انہیں دیکھیں۔مرد خود مجبور ہو جائیں اپنی عورتوں کو غیر مردوں کے آگے ڈالنے کے لئے۔ یہ جو نئے نئے دو تحفے میں نے بتائے ہیں یہ رنگ رنگیلے نشے ہیں۔قوموں کا سرمایہ نوجوان ہوتے ہیں۔نیا شباب پکڑتے جاؤ اور انہیں ان نشوں پر لگا دو۔انہیں اخلاقی،فکری،شعوری طور پر تباہ و برباد کر دو۔حتمہ یہ اپنے حوصلے کھو بیٹھیں۔جب یہ خود سے بے گانہ ہو جائیں گے تو یہ خود ہی میں نہیں رہیں گے۔تو پھر دین اور مذہب کہاں رہیں گے۔ کہیں پیر تعویذ بیچیں گے اور کہیں مولوی فتوی فروشی کریں گے۔دین اور دین دار کہاں رہے گا؟ انہی کے ہاتھوں انہیں ختم کر دوں گا۔میں ساری ذمے داری پوری کرنے کے بعد خود بری الذمہ ہو جاتا ہوں اور سارا الزام حالات پر ڈال دیتا ہوں کہ وقت کا یہی تقاضا تھا،تم بھی ایسے ہی کرو، بلکہ یہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

انسان پر ہی ڈال دو۔"

"یہ تو ہم کر کے ہی رہیں گے۔ کوئی نئی بات بھی ہے آقا۔" چیلا آگے بڑھ کر بولا

"میں اس ملک کی نسلوں کو تباہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور میرے جال سنہری ہیں۔ رنگ رنگیلے خوبصورت ہتھیار جو بغیر دھماکہ کئے اندر تک فنا کر دیتے ہیں۔ سن لو۔! میرا ایجنڈا، میرا پروپیگنڈا اور ہتھکنڈہ مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ میرا منشور واضح اور صاف ہے۔ بے غیرتی، فحاشی، بدمعاشی اور عریانی کو عام کر دو۔ عام لوگ میری بات کو نہیں سمجھتے۔ اس کا حل میں نے یہ نکالا، میں نے اپنا منشور دس دس روپے کی سی ڈیز میں ریڑھیوں پر رکھ دیا ہے تاکہ یہ اپنی آنکھوں سے اس کے معانی اور مقصد کا مشاہدہ کر لیں۔ تاکہ ان پڑھ بھی میرے پروگرام سے استفادہ کریں۔ کہو اتنا سستا ہتھیار کس کے پاس ہے؟"

"آقا، آپ ہی کے پاس ہے۔" چیلوں نے شور مچا دیا۔ کان پڑی آواز سنائی نہ دے رہی تھی۔ ابلیس نے انہیں خاموش ہونے کے لئے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ وہ چپ ہو گئے تو وہ بولا

"میرے جال نعرے نہیں، میں اپنے ارادے کو عملی جامہ پہناتا ہوں۔ یہ سب انسان ہی کرتے ہیں جو میرے چیلے ہیں۔ کیا یہ اب بھی نہیں سمجھتے کہ میں ان کی آزادی کا کتنا خواہاں ہوں؟ تم اس وقت کا ادراک ہی نہیں کر سکتے کہ میرا کیا حال ہوتا ہوگا، جب میں ان دانشوروں کی عقل کی صراحیوں میں ان حسین افکار کی مے اتارتا ہوں۔"

'ہمارے لئے کیا حکم ہے آقا؟" ایک بڑے چیلے نے پوچھا جواب تک خاموش تھا

"ہم نے اس ملک کے دل کو قابو کرنا ہے۔ یہی ہماری منزل ہے۔ ذرا جلدی قدم بڑھاؤ، ہمارا سفر اس ملک خداداد کے دل کی طرف ہے۔"

"اس سے کیا ہوگا آقا؟" چیلے نے پوچھا

"پھر سن لو۔! یہ موت سے گذر کر لا الہ الا اللہ تک تو آن پہنچے ہیں۔ میری پوری کوشش ہے کہ یہ محمد رسول اللہ تک نہ پہنچیں۔ کیونکہ ان انسانوں میں کلمے کی حقیقی روح سامنے نہ آ جائے جو پہلے ہی ان میں بسی ہوئی ہے۔ محمد رسول اللہ ہی ان کی روحانی تکمیل ہے۔ اسی سے یہ پوری دنیا پر چھا جائیں گے۔ پھر یہاں میری کسی سازش کا اثر نہیں ہوگا۔ میں بے بس ہوں گا۔" یہ کہہ کر وہ تھک سا گیا اور اس نے اپنے گردن جھکا لی۔

اس کے ساتھ ہی شور مچ گیا۔ ابلیس کا ہر چیلا تیار تھا۔ اس کے ساتھ ہی ابلیس گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے لگا۔ سڑاند چاروں جانب پھیلنے لگی۔ مجھ سے وہاں کھڑا نہیں ہوا جا رہا تھا۔ تبھی وہ انڈا اچھر سے بند ہونے لگا۔ اس میں سے مختلف رنگ نکلنے لگے۔ اور وہ واپس آسمان کی جانب اٹھ گیا۔ سارے چیلے شور مچاتے وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

سورج کی روشنی تیز ہونے لگی۔ جیسے جیسے وہ صحرا ان ابلیسی چیلوں سے خالی ہونے لگا، اسی طرح ریت بھی سرکنے لگی۔ یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے انہی کی منحوسیت کی وجہ سے ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ وہ صحرا میدان بنتا چلا گیا، یہاں تک کہ میں نے خود کو درختوں کے ایک جھنڈ کے پاس پایا۔

☆.....☆.....☆

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

رونیت کور بستر پر میرے سامنے پڑی ہوئی تھی۔ اس کی پٹیاں کی ہوئی تھیں۔ اسے کافی زخم آئے تھے۔ ان پانچ لڑکوں کے بارے میں اطلاع مل گئی تھی کہ وہ ایک گرودوارہ میں پہنچ کر محفوظ ہو گئے تھے۔

''اب یہ گرباز کہاں سے ملے گا۔'' رونیت نے پوچھا تو جسپال مسکرا دیا۔ پھر بولا

''تم اگر فنکار ہو تو کیا ہم نہیں ہو سکتے۔ وہ جو کوئی بھی ہے، ون چڑھنے سے پہلے میں تیری اس سے ملاقات کروا دوں گا۔''

''یہ کیسے ہوگا؟'' رونیت کور نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے پوچھا تو جسپال نے اسے کاندھوں سے پکڑ کر لٹاتے ہوئے کہا

''جس فون نمبر سے اس نے بات کی ہے، وہ ایک ایسی جگہ محفوظ ہو گیا ہے، جہاں سے اس کی ساری حرکت کا پتہ چل جائے گا۔ اب تک اس کی لوکیشن کا پتہ چل گیا ہوگا۔ صرف تصدیق کی جا رہی ہوگی اور جیسے ہی اس کے بارے میں.....''

لفظ اس کے منہ ہی میں رہ گئے، اس کا سیل فون بج اٹھا۔ وہ یوں خاموش ہو گیا جیسے وہ اسی کال کا منتظر تھا۔ اس نے کال ریسیو کی اور دوسری طرف سے سنتا رہا۔ چند منٹ بعد کال ختم ہو گئی۔ اس نے جلدی سے فون کانوں سے ہٹایا اور ان بکس میں جا کر ایس ایم ایس دیکھا۔ پھر فون رونیت کور کی جانب بڑھا کر بولا،

''یہ دیکھو۔! اس سالے گرباز کی لوکیشن اور مجھے بتاؤ کہ میں نے یہاں کیسے پہنچنا ہے۔''

رونیت کور نے ایس ایم ایس پڑھا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا اپنا لیپ ٹاپ اٹھا لیا۔ کچھ دیر بعد اس کے چہرے پر خوشی دوڑ گئی۔

''یہ ائیر پورٹ جانے والے راستے میں پڑتا ہے۔ سیکٹر اکتیس میں یہ گھر موجود ہے۔ اس کی مزید تفصیلات.....''

''مجھے بعد میں بتانا، پہلے کال کر و لڑکوں کو، ابھی اور اسی وقت اسے پکڑنا ہوگا۔ پلان بنانا ہے۔''

''او کے۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا فون اٹھایا اور کال کرنے لگی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا، ''وہ تمہیں سیکٹر اکتیس کے میڈیکل چوک پر ملیں گے۔ انہیں ابھیت سنگھ اور ہرپال سنگھ ہی لیڈ کریں گے۔ وہاں تک تمہیں میں لے جاتی ہوں۔''

''تم کہاں جاؤ گی، کچھ اور سوچو۔'' جسپال نے فوراً کہا تو ایک لمحہ سوچ کر اس نے کہا۔

''میں ابھی گرلین کور کو بلا لیتی ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے کال ملا دی۔

کچھ دیر بعد وہ گرلین کور کے ساتھ سڑک پر جیپ بھگائے جا رہا تھا۔ راستے میں رونیت کور انہیں دستیاب معلومات دے رہی تھی۔ ان سب کے درمیان رابطہ تھا۔

سیکٹر اکتیس کے چوراہے پر ابھیت اور ہرپال ایک گاڑی میں کھڑے تھے۔ ان کے آتے ہی وہ نزدیکی کمیونٹی پارک کی پارکنگ میں گاڑیاں لگائیں اور اندر چلے گئے۔ وہ چاروں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے اور ان کے درمیان ایک ہی سوال تھا کہ گرباز سنگھ تک کیسے پہنچا جائے، اور اس کا پلان کیا ہو؟

میرے خیال میں ایک چکر اس کے گھر کا لگایا جائے، وہاں صورت حال دیکھیں کیا ہے۔ پھر اسی مناسبت ہی سے دیکھیں گے کہ کتنے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

لوگ جا ئیں ہو گے۔'' ابھیت نے کہا، اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتے۔ جسپال کا سیل فون بج اٹھا۔ وہ چند لمحے فون سنتا رہا۔ فون بند کر کے خوشگوار لہجے میں بولا

''دیکھو۔! جب قسمت اچھی ہو، لیکن اگر ہم اپنی قسمت کو خراب نہ کر لیں۔''

''کہنا کیا چاہتے ہو؟'' گرلین کور نے آنکھیں سکیڑتے ہوئے تیزی سے پوچھا

''گرباز کے جس سیل فون کی نشاندہی پر ہم یہاں پہنچے ہیں، وہ اس وقت ہمارے انتہائی قریب ہے بلکہ میں کہوں اسی پارک میں، مجھے کہا گیا ہے کہ وہ سیل فون اس وقت میرے سیل فون کے بالکل قریب ہے۔''

''مطلب گرباز یہیں اس پارک میں ہے؟'' ہرپال نے ہولے سے پوچھا

''میں نے گرباز کے فون کی بات کی ہے۔ ممکن ہے اس کا کوئی نوکر ہو۔'' جسپال نے فوراً احتیاط لہجے میں کہا

''اب پتہ نہیں وہ دیکھنے میں کیسا ہوگا؟'' گرلین کور نے کہا تو ہرپال نے شوخی سے کہا

''تو نے اس سے شادی کرنی ہے۔''

''پھر اس کی طرف سے پہلی گولی میں تجھے ماروں گی۔'' گرلین نے ہنستے ہوئے جواب دیا

''کلیان سے پوچھ لیں کہ گرباز دیکھنے کیسا ہے؟'' ابھیت نے تیزی سے کہا

''نہیں، کسی کو معلوم نہ ہو کہ ہم کہاں ہیں۔ میں سوچتا ہوں۔'' جسپال نے کہا اور پارک میں دیکھا۔ وہاں کافی لوگ تھے۔ عورتیں، مرد اور بچے تھے۔ کئی لوگ خوش گپیوں میں لگے ہوئے تھے۔ کوئی کھانے پینے میں مصروف اور چند لوگ جاگنگ ٹریک پر تھے۔

''یار، تمہیں معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ ہم سے کتنے فاصلے پر ہے؟'' ہرپال نے پوچھا

''میں پتہ کرتا ہوں۔'' جسپال نے کہا اور فون نکال لیا۔ چند منٹ بعد اسے پتہ چلا کہ وہ فون مسلسل ایک دائرے میں گھوم رہا ہے، کبھی دور ہو جاتا ہے کبھی نزدیک۔ وہ سمجھ گیا کہ گرباز اس وقت جاگنگ کر رہا ہے۔ یہی معلومات اس نے سب سے شیئر کی تو وہ سب ہی تیار ہو گئے۔ انہوں نے جاگنگ کرتے چند لوگوں کو دیکھا۔ انہیں ایک آدمی پر شک ہو گیا۔ وہ کیم شحیم تھا، خاصا بھاری، لمبے قد کا۔ وہ کلین شو تھا۔ اس نے سفید ٹی شرٹ اور نیلا ٹراؤزر پہنا ہوا تھا۔ شک کی وجہ یہ تھی کہ اس سے دو قدم پیچھے دو نوجوان بھی بھاگ رہے تھے۔ وہ ان سے ذرا فاصلے پر تھے۔ اور انہی کی طرف آ رہے تھے۔ وہ کچھ دیر میں ان کے قریب گزر جاتے۔

''یہ بالکل اس کے باڈی گارڈ ہیں۔ میں اسے کال کرتا ہوں۔ فون ان سے نہ نکلا تو اردگرد کے لوگوں پر نظر رکھو کہ.....''

''سمجھ گئے۔ کال کرو۔'' ابھیت نے کہا تو جسپال نے نمبر ملایا۔ ایک نوجوان کے ہاتھ میں پکڑا ہوا سیل بج اٹھا۔ ان کے قدم ذرا سے ڈھیلے ہوئے۔ جسپال نے فون بند کر دیا۔ وہ آپس میں بات کرنے لگے۔ جسپال نے پھر کال ملا دی۔ وہ ان کے بالکل قریب تھے۔ بھاری بدن والا تشویش سے کہہ رہا تھا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''اس فون پر اب کس نے کال کر دی۔''

تب تک اس کے پیچھے والے نوجوان نے فون اسے تھما دیا۔ اس نے کان سے لگا کر کہا

''ہیلو، کون؟''

''میں جسپال ہوں۔ مجھے ہرنیک سنگھ جی نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ آپ کہاں ہو۔ مجھے آپ سے فوری ملنا ہے۔''

یہ کہتے ہوئے وہ اس کے قریب سے گذر گیا۔

''تم کون ہو، میں کسی ہرنیک سنگھ کو نہیں جانتا۔''

''وہ بہت زخمی ہیں۔ ہسپتال میں ہیں، مجھے آپ سے بہت ضروری بات کرنی ہے آپ کو خطرہ ہے۔''

''میں اپنے آپ کو خود سنبھال لوں گا۔ اور پھر جب میں کسی ہرنیک کو نہیں جانتا تو میں کیوں اس کا پتہ کرتا پھروں۔''

''ٹھیک ہے۔'' جسپال نے کہا اور فون بند کر دیا

یہ تصدیق ہو چکی تھی کہ گرباز سنگھ وہی ہے۔ اب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تو ہرپال بولا

''اسے پارکنگ میں گھیرتے ہیں۔ وہاں تک لے جانا مشکل ہو جائے گا، لوگ متوجہ ہو جائیں گے۔''

''خوامخواہ پولیس پیچھے لگے گی وہیں پارکنگ میں، خاموشی سے۔'' ابھیت نے ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے کہا۔ اگلے منٹ میں انہوں نے پلان ترتیب دے لیا۔

گرباز سنگھ نے اسی وقت اپنی جاگنگ ختم کی اور باہر کی جانب چل پڑا۔ اس نے پارک کا گیٹ پار کیا اور پارکنگ کی جانب بڑھا۔ وہ اپنی کار کے پاس پہنچا۔ اس کے گارڈ اس کے پیچھے تھے۔ گرباز نے گاڑی کا اگلا دروازہ کھولا ہی تھا کہ ساتھ کی گاڑی کی اوٹ سے جسپال سنگھ نکلا اور اس کی کنپٹی پر پسٹل رکھتے ہوئے بولا

''کوئی حرکت مت کرنا، ورنہ گولی مار دوں گا۔''

گرباز ایک دم سے ساکت ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ اس کے گارڈ اپنی گنیں سیدھی کرتے ابھیت اور ہرپال ان پر اپنے پسٹل تان چکے تھے۔

''کون ہو تم اور کیا چاہتے ہو؟'' گرباز نے خود پر قابو رکھتے ہوئے رعب دار آواز میں کہا

''ہرنیک سنگھ جی نے بھیجا ہے۔ تمہیں ساتھ لے کر جانا ہے، انہیں تم سے کام ہے۔'' جسپال نے کہا۔

''گنیں پھینک دو۔'' ہرپال نے سرد لہجے میں کہا

انہوں نے گنیں پھینکنے کی جھکائی دے کر سیدھی کرنا چاہیں تو ابھیت نے فائر کر دیا۔ جو ایک گارڈ کے لگا اس کے ساتھ ہی ہرپال اور ابھیت نے زوردار انداز میں پسٹل گارڈز کے سر پر مارے۔ وہ زمین بوس ہو گئے۔ گرلین کور آگے بڑھی اس نے گنیں اٹھا لیں۔

''چلو۔!'' جسپال نے اسے کالر سے پکڑ کر اپنی کار کی جانب دھکا دیا۔ کچھ دیر بعد وہ وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ گرلین کور نے ساری

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

صورت حال رونیت کور کو بتا دی تھی۔ آگے اسی نے بندوبست کرنا تھا۔

اس وقت رات کا پہلا پہر ختم ہونے کا تھا۔ جب وہ ایک بنگلہ نما گھر میں جا پہنچے۔ پورچ ہی میں ایک بندے نے انہیں اندر کا راستہ دکھایا۔ وہ گرباز سنگھ کو لے کر ایک کمرے میں آ گئے، جس میں سامان نام کی کوئی شے نہیں تھی۔ راہنمائی کرنے والے لڑکے نے کہا

''یہ لیں جی، کمرہ بند کر لیں، یہ ساؤنڈ پروف ہے، یہاں کوئی جتنا بھی شور کرے، اس کی آواز نہیں آتی۔ جو کرنا ہے کھل کر کریں۔ کوئی شے منگوانی ہو تو یہ بٹن دبا دیں۔'' یہ کہتے ہوئے اس نے دروازے کے ساتھ لگے سرخ بٹن کی طرف اشارہ کیا اور باہر کی طرف چلا گیا۔

وہ گرباز کو فرش پر بٹھا چکے تھے۔ جپال نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

''سیدھے سبھاؤ میرے سوالوں کا جواب دو گے یا تشدد کے بعد منہ کھولو گے۔''

''بولو۔!'' اس نے اختصار سے کہا

''سندو کہاں ہے؟'' جپال نے دھیمے سے لہجے میں انتہائی سنجیدگی سے کہا تو گرباز سنگھ نے اسے یوں دیکھا جیسے بم پھٹ گیا ہو یا پھر وہ کسی دوسری ہی دنیا کا بندہ دکھائی دے رہا ہو۔ اس کی آنکھیں وا ہو گئیں تھیں۔

''ک..... کون ..... ہو تم؟''

جس قدر اسے حیرت ہوئی تھی، جپال اس کی حیرانگی پر حیرت زدہ رہ گیا۔ اس قدر شدید ردعمل کی اس سے توقع نہیں تھی۔

''تمہیں ہرنیک سنگھ نے بھیجا؟'' گرباز نے پوچھا تو جپال بولا

''نہیں، مجھے اس نے نہیں بھیجا۔''

''پھر تم کون ہو؟'' اس نے بھنوئیں سکیڑتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک حیرت جمی ہوئی تھی۔

میں جو کوئی بھی ہوں، تم صرف میرے سوال کا جواب دو۔'' جپال نے انگلی سے اس کی ٹھوڑی اٹھاتے ہوئے کہا

''تمہیں کس نے بتا دیا کہ میں کسی سندو کو جانتا ہوں، اگر ہرنیک نے تجھے میرے پیچھے لگایا ہے تو پھر تم بہت بڑا دھوکہ کھا چکے ہو۔''

''کیسا دھوکہ گرباز سنگھ؟''

''یہ مجھے نہیں معلوم، مگر مجھے اتنا پتہ ہے کہ میری ہرنیک کے ساتھ دشمنی چل رہی ہے۔ ممکن ہے تو کسی گرباز سنگھ کو تلاش کر رہے ہو، اس نے تجھے میری راہ پر لگا دیا۔ میں اس کے ساتھ دشمنی کی تصدیق کر سکتا ہوں۔''

''او کے۔'' جپال نے کہا اور ابھیت کی طرف دیکھا تو وہ ہنستے ہوئے بولا

''اس بھڑوے نے کہہ دیا اور ہم نے مان لیا۔ یار ہمارے ماتھے پر بے وقوف لکھا ہوا ہے یا ہم کسی کامیڈین فلم میں کام کرتے ہیں۔''

''دیکھیں میں ایک شریف آدمی ہوں، اس وقت میں بے بس ہوں۔ یہاں تو میں ایسا کوئی ثبوت نہیں دے سکتا کہ جس سے یہ ظاہر ہو جائے کہ میں آپ لوگوں کا مطلوبہ بندہ نہیں ہوں۔'' اس نے منت بھرے لہجے میں کہا تو اچانک جپال کے ذہن میں ایک خیال آیا، وہ گرلین کور کو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

لے کر کمرے سے باہر آ گیا۔

''ایک طرح سے تصدیق ہو سکتی کہ وہ وہی گرباز سنگھ ہے جسے ہم تلاش کر رہے ہیں یا ہرنیک سنگھ نے ہمیں غلط ٹریک پر ڈال دیا ہے۔''

''وہ کیسے؟'' وہ الجھتے ہوئے بولی

''ابھی دیکھو۔'' یہ کہہ کر اس نے اپنا فون نکالا اور کلیان سنگھ کو فون ملا دیا۔ لمحوں میں رابطہ ہو گیا تو دوسری طرف سے وہ تیزی سے بولا

''شکر ہے اُور تا تیرا فون آ گیا۔ میرے پاس تو تمہارا نمبر ہی نہیں تھا۔''

''کیا بات ہے کلیان سنگھ، بڑا.....'' جسپال نے کہنا چاہا اس نے بات کاٹ کر تیزی سے کہا

''میں نے آتے ہی بندے اس کی تلاش میں لگا دیئے تھے۔ گرباز آج دوپہر ہی سے غائب ہے، جس گھر میں وہ رہتا تھا، وہ خالی ہے، کوئی اس کا بندہ نہیں، مجھے پورا یقین ہو گیا ہے کہ سندو کو غائب کرنے والا وہی ہے۔ اُسے پتہ چل گیا ہے کہ.....''

''اچھا مجھے یہ بتا، وہ دیکھنے میں کیسا ہے، اس کا کوئی حلیہ، کوئی تصویر اس کی ہے تمہارے پاس۔'' اس نے پوچھا تو کلیان نے کہا

''تصویر تو نہیں، آفس کے کیمرے کی ریکارڈنگ میں وہ ہو سکتا ہے، وہاں سے اس کی تصویر مل سکتی ہے۔'' کلیان نے کہا تو جسپال کو یہ سمجھ بھی آ گئی کہ ان کی بھی ریکارڈنگ وہاں ہو گی۔ وہ کہہ رہا تھا ''نین نقش تو اُس کے عام سے ہیں، قد بھی کوئی ساڑھے پانچ فٹ کے قریب رہا ہو گا۔ پکا رنگ ہے اس کا، پگڑی باندھتا ہے، ناک تلوار ہے اس کی، درمیانہ سا بدن، نہ موٹا اور نہ پتلا، کیس نہیں رکھے ہوئے اس نے۔'' جیسے جیسے کلیان بتاتا جا رہا تھا، ویسے ہی کمرے کے اندر والے گرباز کے بارے میں اس کا یقین پختہ ہو گیا کہ وہ اس کا مطلوبہ بندہ نہیں ہے۔ یہی جب اس نے گرلین کو بتایا تو وہ بھی تشویش سے اسے دیکھتے ہوئی بولی

''رونیت کور سے کریں بات؟''

''میں ان دونوں کو باہر بھیجتا ہوں، انہیں ساری بات بتاؤ، پھر جو فیصلہ ہو۔'' یہ کہہ کر جسپال اندر گیا۔ وہ کشمکش میں تھا۔ ہرنیک سنگھ نے اسے ایسا جل دیا تھا کہ وہ خود کو بے وقوف سمجھ رہا تھا۔ وہ کمرے میں آیا تو تینوں نے اس کی طرف دیکھا۔ اس نے دونوں کو باہر بھیج دیا۔

''کیا تم کوئی تصدیق کر رہے ہو؟'' گرباز نے پوچھا

''اگر ہو گئی تو، ورنہ تمہارے ساتھ ہی کام چلانا پڑے گا۔'' جسپال نے ہنستے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرا دیا

''دیکھو، تم جو چاہو تصدیق کرو۔ جب تم لوگوں کو اطمینان ہو جائے، تب پھر مجھے جانے دینا۔''

اس پر جسپال نے اسے کوئی جواب نہیں دیا، بلکہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اس کی طرف سے غافل ہے۔ کچھ ہی منٹ بعد وہ تینوں اندر آ گئے، ان کا چہرہ بھی بجھا ہوا تھا۔

انہی لمحات میں سیل فون بج اٹھا۔ وہ گرباز کا فون تھا، جسے گرلین کور نے پکڑ لیا تھا۔ اس نے بجتا ہوا فون جسپال کو تھما دیا۔ اسکرین پر ایک تصویر جگمگا رہی تھی۔ اس کے اوپر لکھا ہوا تھا ''مائی لو''۔ جسپال کی نگاہیں اس تصویر پر ٹک کر رہ گئیں۔ فون خاموش ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے فون دوبارہ

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

بجاتو جسپال نے وہ تصویر گرباز کو دیکھاتے ہوئے پوچھا

''یہ کس کی تصویر ہے، بہت خوبصورت ہے۔''

''یہ میری بیوی کی تصویر ہے، اسی کا فون آرہا ہے۔ وہ پریشان ہوگی۔''

''اوکے، اسے ایس ایم ایس کر دیتے ہیں کہ تم مصروف ہو، بعد میں دیکھتے ہیں۔'' جسپال نے صلاح دی اور ایس ایم ایس کر دیا۔ پھر سر اٹھا کر اپنے تینوں ساتھیوں کی طرف دیکھ کر دروازے کے ساتھ لگا سرخ بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں ہی میں ایک لڑکا اندر آکر بولا

''جی بائی جی۔''

''یہاں جو لڑکے ہیں ان میں سے دو چار کو بلا لاؤ۔''

''ابھی آتے ہیں بائی جی۔'' یہ کہہ کر وہ غائب ہوگیا۔

''دیکھو گرباز، میں تمہیں صبح تک کا وقت دیتا ہوں۔ تم مان گئے اور میرے سوال کا جواب دے دیا تو ٹھیک، ورنہ تجھے میں گولی مار دوں گا۔ صبح تک یہ لڑکے تمہاری اچھی طرح سیوا کرتے رہیں گے۔'' جسپال کے یوں کہنے پر تینوں نے اسے چونک کر دیکھا۔ گرباز کے چہرے کا بھی رنگ اُڑ گیا تھا۔ اس نے تیزی سے کہا

''تم ابھی تصدیق.....''

''بکواس بند کرو۔ میں سمجھ گیا ہوں کہ تو خود کو بہت عقل مند سمجھتا ہے، تمہاری عقل اب ٹھکانے لگے گی۔''

لڑکے اندر آگئے تھے۔ تبھی پہلا گھونسہ جسپال نے اس کے منہ پر مارا۔ تبھی وہ چار لڑکے اس پر پل پڑے، تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ اس کی دھنائی کرتے رہے۔ وہ سر سے پاؤں تک لہولہان ہوگیا۔ وہ بے بس ہوگیا تھا۔ تبھی اس نے کہا

''میں بے قصور ہو، مجھے چھوڑ دیں۔''

''اوکے۔ میں ابھی جا رہا ہوں۔ صبح ناشتے پر ملاقات ہوگی۔ میں ناشتہ تبھی کروں گا، اگر تم مجھے میرے سوال کا جواب دے دو گے یا میں تجھے گولی نہ مار دوں۔'' یہ کہہ کر اس نے لڑکوں کی طرف دیکھا اور کہا، ''ہر آدھے گھنٹے کا آرام دے کر اس کی سیوا کرتے رہو، مرتا ہے تو مر جائے، مجھے میرے سوال کا جواب دینے والا مل گیا ہے۔ میں جا رہا ہوں، آؤ ابھیت۔''

جیسے ہی یہ لفظ اس نے کہے گرباز سنگھ بری طرح چونک گیا۔ پھر تیزی سے بولا

''ٹھہرو۔! تم انجانے ہی میں سہی، مجھ تک پہنچ گئے ہو اور سندو کے بارے میں سوال کرنا ہی بڑی بات ہے۔ میں نہیں جانتا کہ تم مجھ تک کیسے پہنچے ہو لیکن، میں تمہارے سوالوں کا جواب دے بھی دوں، پھر بھی تم سندو تک نہیں پہنچ پاؤ گے۔'' اس بار اس نے سکون سے کہا جیسے وہ خود پر قابو پا کر کوئی فیصلہ کر چکا ہو۔

وہ تینوں اس کی بات سن کر چونک گئے۔ لیکن جسپال نے بڑے تحمل سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

''گر یاز مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ تم کوئی معمولی چیز نہیں ہو، تم دھوکے میں یا پھر اپنے زعم میں مار کھا گئے ہو۔ تمہارا کوئی گروہ بھی ہو سکتا ہے۔ یہ مت کہنا کہ میں نے تمہیں نکلنے کا راستہ نہیں دیا۔ ہمت ہے تو جا سکتے ہو۔ تمہیں شاید یہ خیال بھی نہیں ہوگا کہ تم یوں میرے ہاتھوں چوہے کی مانند پھنس جاؤ گے۔''

''بات تمہاری ٹھیک ہے جسپال، نہ میں دھوکے میں مارا گیا ہوں نہ زعم میں، یہ تقدیر کی طرف سے ہے۔''

''چلو صبح تک آرام کرو۔'' یہ کہہ کر جسپال آگے بڑھا، اس نے ہاتھ میں پکڑے پسٹل کا دستہ اس کے سر پر مارا۔ وہ چکراتے ہوئے فرش پر جا پڑا۔

''یہ مر گیا؟'' گرلین نے پوچھا

''نہیں، بے ہوش ہے، اسے انجکشن دے دو، صبح تک اسے ہوش نہ آئے۔ ابھی تھوڑا اور کام کرنا ہے۔'' یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا، وہ تینوں بھی اس کے ساتھ باہر آ گئے۔

''یہ کیا، تم نے اسے ......؟'' ہرپال نے پوچھا

''یہ ابھی آدھی کہانی ہے، یہ صبح تک پوری ہوگی۔ تم میرے ساتھ چلو، یہ ابھیت اور گرلین اس کا خیال رکھیں گے، یاد رہے اور اس سے ایک لمحہ بھی غافل نہیں ہونا، یہ گینگسٹر ہے، اس کے فائیٹر ہونے میں کوئی شک نہیں، غفلت نہیں کرنی، چاہو تو یہاں کچھ سیکورٹی بڑھا لو۔''

''او کے سمجھ گئے۔'' ابھیت نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو جسپال تیزی سے چل دیا۔ ہرپال اس کے ساتھ تھا۔

رات کا تیسرا پہر شروع ہونے کو تھا۔ جسپال سنگھ کار سے اتر کر اسی بنگلے کے سامنے جا رکا، جہاں سے وہ صبح چلا تھا۔ گیٹ پر ایک چوکیدار تھا۔ جسپال کو پورا یقین تھا کہ وہ اسے پہچان نہیں پائے گا۔ اس لئے وہ جا کر بولا

''یار جاؤ، اور گرمیت کو بلا کر لاؤ۔''

''دیکھیں جی ہماری ڈیوٹی ادھر ہے، آپ کون ہیں میں نہیں جانتا، ایسا ہی ہے تو آپ انہیں فون کر لیں۔''

''ہاں یہ ٹھیک ہے۔'' جسپال نے کہا فون کرنے کے لئے وہاں سے ٹہلتا ہوا گیٹ سے ہٹ گیا۔ اس نے فون نہیں کیا۔ کچھ دیر بعد چوکیدار کے پاس جا کر بولا، ''دیکھو، وہ فون نہیں اٹھا رہا، میں واپس چلا جاتا ہوں، صبح بتا دینا کہ امر سنگھ آیا تھا دلی سے، اب کسی ہوٹل میں ٹھہروں گا۔''

''ٹھیک ہے صاحب بتا دوں گا۔'' چوکیدار نے کہا اور لوہے کے گیٹ کے اندر چلا گیا۔ یہ سارا ڈرامہ اس نے یہ دیکھنے کے لئے کیا تھا کہ اندر کیا صورت حال ہے۔ وہ وہاں سے چلتا ہوا گاڑی تک گیا، اور پھر ابھیت کو ایک طرف لے جانے کا کہا۔ بنگلے کے دائیں جانب اس نے کار رکوائی اور اس کی چار دیواری کے پاس جا کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اگلے چند لمحوں میں وہ دیوار پر تھا۔ اس نے ابھیت کو جانے کا اشارہ کیا۔ ان کے درمیان طے تھا کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔ رات گئے وہاں گاڑی کھڑی دیکھ کر کوئی بھی آ سکتا تھا۔

جسپال دوسری جانب اتر گیا۔ چند منٹوں میں وہ بنگلے کے کچن والے دروازے تک پہنچا۔ وہ بند تھا۔ اس نے تار نکالی اور چند منٹ میں تالہ کھول لیا۔ وہ احتیاط کے ساتھ اندر اندھیرے گھس گیا۔ وہ بے آواز قدموں سے چلتا ہوا ڈرائنگ روم کی سیڑھیوں تک آیا، پھر چڑھتا چلا گیا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
RSPK.PAKSOCIETY.COM PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اوپر کے ڈرائنگ روم میں ٹی وی چل رہا تھا اور نیہا اگروال شارٹس اور دھجی نما ٹی شرٹ پہنے بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کی نگاہیں ٹی وی پر جمی ہوئیں تھیں۔ ہاتھ میں گلاس تھا۔ سامنے شراب کی بوتل تھی۔ وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ گرمیت کہاں ہوسکتا ہے ، کہ وہ ایک دم سے نمودار ہوا، اس کے ہاتھ میں پلیٹ تھی جس میں کچھ کھانے کو تھا۔ جپال نے ادھر ادھر دیکھا۔ سیڑھیوں کے پاس دو گملے پڑے ہوئے تھے۔ اس نے ایک گملہ لڑھکا دیا۔ اندر دونوں ہی نے چونک کر دیکھا۔ پھر گرمیت باہر دیکھنے کو آیا۔ جپال ایک دم سے دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ گرمیت جیسے ہی باہر آیا، جپال نے ایک زوردار مکہ اس کی گردن پر مارا۔ وہ چکرا گیا۔ دوسرا مکہ اس کے ماتھے پر مارا تو وہ زمین بوس ہوگیا۔ ایک لمحے میں اس نے گرمیت کی تلاشی لے ڈالی، اس کے پاس کچھ نہیں تھا۔ تبھی اندر سے آواز آئی۔

''کیا ہوا گرمیت؟''

جپال نے گرمیت کو اس کے کالر سے پکڑا اور اندر کی طرف چلا گیا۔ نیہا اگروال اسے دیکھ کر ایک دم سے چونک اٹھی۔ چند لمحے اس کے منہ سے کچھ بھی نہ نکلا۔ بس ہکلا کر رہ گئی۔

''جپال تم اور ایسے؟''

''تم مجھے یہ بتاؤ، یہ تمہارا نوکر ہے یا شوہر؟'' جپال نے اسے ڈانٹتے ہوئے پوچھا

''ہوا کیا ہے؟'' نیہا نے حیرت سے پوچھا

''ابھی بتاتا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے پنڈلی سے بندھا ہوا خنجر نکالا، اس سے ڈرائنگ روم کے پردوں کی رسیاں کاٹیں اور اس سے گرمیت کو باندھ دیا۔

''یہ کیا کر رہے ہو جپال؟'' وہ روہانسا ہوتے ہوئے بولی۔ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اسے نیہا کے بیڈ روم میں لے گھسیٹ کر لے گیا۔ نیہا اس کے پیچھے ہی آ گئی۔ '' کچھ بولو گے بھی، یہ کیا ہو رہا ہے؟''

''ہاں، ادھر آؤ، میں بتاتا ہوں کہ کیا ہو رہا ہے۔'' جپال نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بیڈ پر بیٹھا لیا۔ اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھا

''مجھے ایک ہی سانس میں بتا دو کہ سندیپ اگروال عرف سندو کہاں ہے؟''

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟'' وہ انتہائی حیرت سے بولی تو جپال نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تو وہ الٹ کر بیڈ پر جا پڑی۔ چند لمحوں بعد اس نے سر اٹھایا تو اس کے ہونٹوں سے خون بہہ نکلا تھا۔

''مجھے اداکاری نہیں چاہئے۔'' وہ سرد لہجے میں بولا

''تجھے ہو کیا گیا ہے، ایسا کیوں کر رہے ہو؟'' اس نے روتے ہوئے کہا

''میں یہ مانتا ہوں کہ تم بہت بڑی اداکارہ ہو۔ لیکن اب تمہاری اداکاری نہیں چلنے والی۔'' یہ کہہ کر اس نے نیہا کا سیل فون اٹھایا جو اس کی شارٹس میں سے نکل کر بیڈ پر پڑا تھا۔ پھر گربازکا سیل فون نکال کر نمبر ملائے اور تو اس کا سیل فون بج اٹھا۔ نیہا نے اٹھایا اور حیرت سے جپال کو

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

دیکھتے ہوئے پوچھا

''یہ سیل،.....تم نے کال ملائی۔گرباز کہاں ہے؟''

''اب سمجھ گئی ہو، میں کیا کہنا چاہتا ہوں، اس وقت یہ میرے قبضے میں ہے۔''

''مجھے کچھ سمجھ میں نہیں آرہا ہے۔'' نیہا نے کہا اور یوں سر پکڑ لیا جیسے اس کا سر چکرا رہا ہو۔اس پر جسپال نے ایک اور تھپڑ اس کے منہ پر مارتے ہوئے کہا

''میں تجھے اس پنکھے سے لٹکا دوں گا یا پھر .....'' اس نے فقرہ ادھورا چھوڑا اور خنجر نکال کر اس کی گال پر رکھ کر نوک چبھودی۔اس پر نیہا نے ہکلاتے ہوئے کہا

''میں سب بتا دیتی ہوں۔''

''لیکن یہ یاد رکھنا، اگر جھوٹ ہوا تو ایک دم نہیں ماروں گا۔سمجھی؟'' اس نے دھمکی دی۔وہ چند لمحے خود پر قابو پاتی رہی، پھر بولی

''میں ایک پیگ؟''

''ٹھہرو، میں دیتا ہوں۔'' جسپال نے اٹھتے ہوئے ابھیت کو کال ملادی۔بوتل اٹھاتے ہوئے اس نے کہا۔''اوپر والی منزل پہ، سب خالی، چوکیدار کی طرف سے آجاؤ۔''

یہ کہہ کر جسپال نے بوتل اٹھائی اور نیہا کے پاس بیڈ پر جا بیٹھا۔اس نے بوتل پکڑ کر منہ کو لگالی، چند گھونٹ لینے کے بعد بولی

''گرباز سے میری ملاقات ایک سال پہلے ہوئی تھی۔ان دنوں ایک فلم کی شوٹنگ چل رہی تھی۔وہ اپنے دوست کے ساتھ ڈائریکٹر کو ملنے آیا تھا۔وہ سارا دن ہمارے ساتھ رہا۔بہت گپ شپ ہوئی۔وہ کوئی فلم بنانا چاہتا تھا۔یوں اس سے ملاقاتیں شروع ہوگئیں۔یہ ملاقاتیں بڑھیں اور دوستی سے بھی آگے بڑھ گئیں۔ ہم نے فیصلہ کرلیا کہ ہم شادی کرلیں گے۔''

''سندو کو اس کا پتہ نہیں تھا؟'' جسپال نے پوچھا

''بالکل بھی نہیں، میں نے اسے پتہ ہی نہیں چلنے دیا۔میں نے دراصل یہ سوچا تھا کہ سندو نے مجھے اپنی رکھیل ہی رکھنا ہے۔جب یہ جوانی میرا ساتھ چھوڑ جائے گی، پھر کون پوچھنے والا ہوگا۔سندو کے دھندے ہی ایسے تھے، وہ نجانے کب اور کس وقت یہ دنیا ہی چھوڑ جائے۔گرباز سنگھ کی کینیڈین شہریت ہے۔شادی کے بعد ہم نے وہیں بس جانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ چھ ماہ پہلے ہم نے کینیڈا میں شادی کرلی تھی۔وہاں ہم ایک ماہ رہے تھے ایک فلم کی شوٹنگ کے لئے۔اس دوران اس نے میری پسند کا ایک گھر خرید کر دیا، جہاں ہم نے رہنا ہے۔میں سندو سے علیحدگی کی بات کرنا ہی چاہ رہی تھی کہ وہ غائب ہوگیا۔''

''تو پھر اب سندو کو تلاش کیوں کررہی ہو۔تمہیں کیا وہ مرے یا جیئے؟'' جسپال نے کہا

''اس کے بعد کچھ اچھا نہیں ہوا۔سندو کے ساتھی مارے جانے لگے۔خود مجھے چھپنا پڑا۔گرباز بھی مجھے بہت محتاط ہوکر ملتا تھا۔میں بس

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

یقین کر لینا چاہتی تھی کہ سندواب بھی زندہ ہے یا.....''

''تم اب بھی جھوٹ بول رہی ہو۔تم نے اور گرباز دونوں نے سندو کو غائب کیا ہے۔یا پھر تم استعمال ہو گئی ہو،اصل کہانی کیا ہے وہ مجھے بتادو۔''

''میں کچھ نہیں جانتی جسپال،لیکن اب لگتا ہے کہ کوئی گڑبڑ ہے ضرور۔''اس نے کہا اور بوتل منہ سے لگا کر چند گھونٹ لے لئے۔پھر بولی،'' اگر ایسا ہے تو بہت بڑا دھوکہ ہوگا،اس نے میرے ساتھ شادی کی ہے۔یہ دیکھو،میری شادی کی تصویریں۔''یہ کہہ کر اس نے اپنا سیل فون لیا اور اس میں سے ایک تصویر نکال کر جسپال کے آگے کر دی۔''یہ میں اور گرباز،کینیڈین عدالت میں۔''

جسپال نے وہ تصویر دیکھی تو بری طرح چونک گیا۔یہ تو وہی تھا جس کا حلیہ کلیان سنگھ نے بتایا تھا۔تو پھر ان کے پاس گرباج ہے وہ کون ہے؟وہ چکرا کر رہ گیا۔

وہ خاموش بیٹھا یہی سوچتا چلا جا رہا تھا کہ ابھیت سنگھ اندر آ گیا۔نیہا اُسے دیکھ کر چونکی پھر یوں ہو گئی جیسے اسے کوئی سروکار نہ ہو۔وہ سمجھ گئی تھی۔اس نے ابھیت کو ایک طرف لے جا کر ساری بات بتائی تو وہ پہلے حیران ہوا،پھر ایک دم چونک کر بولا

''انہی میں سے بات نکلے گی۔دیکھنا۔''یہ کہہ کر وہ آگے بڑھا اور جاتے ہی نیہا کو مارنا شروع کر دیا۔وہ چیخنے لگی تو اس نے نیہا کے منہ پر ہاتھ رکھا اور سیڑھیوں کے پاس لے آیا۔''اگر صاف بک دو گی تو ٹھیک،ورنہ یہاں سے نیچے پھینک دوں گا۔بچ گئی تو ساری زندگی کے لئے اپاہج ہو جاؤ گی۔''

''نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے،چھوڑ دو اسے ؟''گرمیت نے کہا تو انہوں نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ ان پر پسٹل تانے کھڑا تھا۔اس کے لبوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ تھی۔جسپال اور ابھیت نے ایک دوسری کی جانب دیکھا تو جسپال نے ایک خفیف سا اشارہ ابھیت کو کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

''جسیمندر نے کیا بے وقوف بندہ ہمارے متھے لگا دیا۔جس نے ہماری ہی تفتیش شروع کر دی۔تمہیں سندو تلاش کرنے کا کہا تھا،اور تم نے ہمیں ہی نشانہ بنا لیا۔''

''سندو کی تلاش ہی میں تم تک پہنچے ہیں۔''جسپال نے کہا تو نیہا اگروال ہلکی ہلکی تالیاں بجاتی ہوئی بولی

''یہ تو ماننا پڑے گا گرمیت کہ بندہ بے وقوف نہیں سمجھدار ہے۔اتنی جلدی کوئی عام آدمی ہم تک نہیں پہنچ پایا۔گرمیت پسٹل مجھے دو،اور انہیں باندھ کر پولیس کو فون کر دو۔کہوڑا کو ہیں،لیکن پہلے کچھ لوگوں کو بلا لو،جو انہیں ختم کر دیں۔''

جس وقت نیہا نے گرمیت سے پسٹل پکڑا،جسپال کو اتنا ہی وقت کافی تھا،مگر اس نے کوئی حرکت نہیں کی۔گرمیت نے رسیاں لے کر انہیں باندھ دیا۔تبھی نیہا نے آگے بڑھ کر جسپال نے منہ پر تھپڑ مارتے ہوئے نفرت سے کہا

''سندو کی تلاش چاہیے تھی بس۔وہ مر گیا ہے یا زندہ ہے،یہی تصدیق چاہیے تھی،مگر تم تو پانچ پیاروں کو آزاد کروا کر دھرم کا پالن کرنے لگے۔''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''تو پھر تم جو چاہتی ، مجھے وہی بتانا تھا نا؟'' جسپال نے یوں کہا جیسے اس سے شکوہ کر رہا ہو۔

''مجھے صرف یہ چاہئے تھا کہ گرباز کو لوگوں کے سامنے لا کر سندو کا معاملہ یہیں گول کر دوں۔ مگر تم کچھ اور ہی کرنے لگے، خیر، مجھے افسوس ہے کہ تمہیں معاوضے کی بجائے موت مل رہی ہے۔''

''تم اگر مجھے مار دو گی تو گرباز، جو تمہارا شوہر ہے، وہ تو ہمارے قبضے میں ہے، کیا تم اسے نہیں بچانا چاہتی۔''

'' اسے ویسے بھی مارنا تھا۔ وہ نہیں رہے گا تو لوگ تلاش کرتے رہیں گے، جبکہ ہمیں یہاں رہنا ہی نہیں ہے۔''

''وہ تمہارا شوہر ہے جس کی تصویر تمہارے اس سیل فون میں ہے، جس کے ساتھ تمہاری شادی.....''

''جس کی تم نے تصویر دیکھی ہے اور جسے تم نے پکڑا ہوا ہے، وہ مچھلی پکڑنے کو ایک چارہ تھا، بے چارہ، وہ کرائے پر لیا ہوا تھا۔ مارنا چاہو تو مار دو، آزاد کرنا چاہو تو کر دو، بعد میں بھی تو اس نے جیل ہی بھگتنی ہے۔''

''میں نے بندے بلوا لئے ہیں، وہ ابھی پانچ منٹ میں آتے ہیں۔'' گرمیت نے کہا

''تم ان کا انتظار مت کرو، بیگ اٹھاؤ ہم یہاں سے نکلیں۔'' نیہا تیزی سے بولی

''یہ ٹھیک ہے۔'' گرمیت نے کہا تو جسپال نے پوچھا

''یار گرمیت، تم اتنے شارپ نہیں لگتے، جتنا تم نے کام دکھایا، تم آزاد کیسے ہو گئے۔''

''جس وقت تم بوتل اٹھانے گئے تھے، نیہا نے تمہارا خنجر میری طرف کھسکا دیا، تمہارے ہی خنجر سے آزاد ہوا ہوں۔'' یہ کہہ کر اس نے ہلکا سا قہقہ لگایا تو جسپال نے کہا

''میں خنجر کے بغیر بھی آزاد ہو جاتا ہوں، یہ دیکھو۔''

وہ اگلے ہی لمحے آزاد ہوا، تبھی نیہا نے فائر کر دیا۔ جسپال وہاں نہیں تھا، وہ اچھل کر نیہا پر جا پڑا۔ وہ اگلا فائر ہی نہ کر سکی۔ اس نے پسٹل والے ہاتھ کو قابو کرنا چاہا۔ نیہا نے پسٹل پھینک دیا۔ جسپال نے اسے زور سے دھکا دیا۔ وہ فرش پر جا پڑی۔ گرمیت اس پر پل پڑا۔ وہ ایک اچھا فائٹر ثابت ہوا، اس نے اپنی کہنی جسپال کی گردن پر ماری، اور گھٹنا اس کے پیٹ میں مارا۔ جسپال لڑکھڑا گیا۔ اس نے گھونسہ منہ پر مارا۔ تب تک نیہا بھی اٹھ کر اس کے مقابل آ گئی۔ ماحول بہت سخت ہو گیا تو جسپال نے یہ کھیل ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ممکن ہے گرمیت نے بندے بلوائے ہی ہوں اور وہ آ جائیں۔ جسپال اٹھا اور اس نے گرمیت کو پکڑا، اس نے جسپال کی گردن قابو کرنا چاہی مگر اسے دیر ہو گئی۔ جسپال نے اسے اٹھایا اور سر کے اوپر لے جا کر زور سے فرش پر مارا۔ وہ اٹھ ہی نہ سکا۔ پھر اس نے نیہا کو پکڑا اور زور سے اس کے سر پر مکا مارا۔ وہ چکرا کر گر گئی۔ جسپال نے ابھیت کو کھولا۔ پھر دونوں نے اسے ڈنڈا ڈولی کر کے نیچے لے گئے۔ انہوں نے بڑی احتیاط سے ڈرائنگ روم پار کیا اور پورچ میں کھڑی گاڑی تک آ گئے۔

اس بنگلے میں سکون تھا، جہاں انہوں نے گرباز کو رکھا ہوا تھا۔ وہاں تک جاتے ہوئے راستے میں نیہا کو ہوش آ گیا تھا۔ ہرپال سنگھ کو اس کے آنے کی خبر تھی اس لئے پورچ میں کھڑا تھا۔ جسپال نے نیہا کو اتارا اور دھکا دے کر آگے لگا لیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کمرے تک جا پہنچے۔ جیسے ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

نیہا کی نگاہ گرباز پر پڑی تو اس کی چیخ نکل گئی۔ وہ شدت حیرت سے بولی

''تم گرباز یہاں، ان کے پاس.....'' پھر جیسے اسے ہوش آ گیا۔ وہ یوں ہوگئی تھی جیسے اس کی چوری پکڑی گئی ہو۔ تبھی جسپال نے کہا

''تم نے کیا سمجھا، میں نے اُسے یہاں رکھا ہوا ہے جس کی فوٹو تم نے مجھے دکھائی، تم اس گرباز کو محفوظ سمجھ کر مجھے دھوکہ دے رہی تھی؟''

یہ کہہ کر اس نے اپنا پسٹل نکالا اور غصے میں کہا، ''جو سچ ہے، وہ بک دو، ورنہ میں کیا کروں گا تم نہیں سمجھ سکتی، بہت پیار ہو گیا تم لوگوں سے؟''

''نیہا، میرے خیال میں قسمت نے ہمیں ہرا دیا یہ بات مان لینی چاہئے۔ باوجود ایک بڑا کھیل کھیلنے کے، آخر یہ ہم تک پہنچ گئے۔'' گرباز نے شکست خ لہجے میں کہا

''سچ کیا ہے؟'' جسپال نے پاؤں کی ٹھوکر گرباز کے منہ پر ماری۔ اس کے ہونٹوں سے خون کی دھار بہہ نکلی، جسے وہ صاف کرتے ہوئے بولا

''یہ سچ ہے کہ سندو کو میں نے غائب کیا ہے۔ اور وہ زندہ ہے۔ نہ وہ خود یہاں آ سکتا ہے اور نہ ہی تم اس تک پہنچ سکتے ہو۔ یہ بھی سچ ہے کہ میں نے اسے غائب کرنے کے لئے بہت بڑی گیم کی۔''

''کلیان اور ہرنیک وغیرہ کو.....''

''وہ میں نے اپنا ایک ڈمی بنایا تھا۔ پکڑا جاتا وہ، اب وہ غائب ہو گیا ہے تو اسی کی تلاش ہوتی۔ میں نے دو دن بعد یہاں سے چلے جانا تھا۔''

''سندو کو غائب ہوئے تین ہفتے ہو گئے، تم اب تک یہاں کیوں ہو اگر اسے ہی غائب کرنا تھا؟'' ابھیت نے پوچھا تو وہ بولا

''سندو کے غائب کرنے کے بعد میرے پاس تین ٹاسک تھے، ایک سندو کی ساری دولت اکھٹی کر کے کینیڈا ٹرانسفر کرتا، دولت میں نے اکھٹی کر لی ہے لیکن اب صرف ٹرانسفر رہتا تھا جو میں نے صبح کرنا تھی۔ دوسرا اس دوران میں نے سندو گینگ ختم کرنا تھی۔ وہ بہت حد تک میں نے ختم کر دیا۔ ان دو کاموں کے لئے نیہا نے میری بہت مدد کی۔''

''اور تیسرا ٹاسک؟'' ابھیت نے پوچھا

''ان پانچ پیاروں کو ختم کرنا، لیکن جسپال ضرورت سے زیادہ تیز نکلا، میرے خیال میں یہ ایک ہفتہ تک یہیں بھل بلھیوں میں بھٹکتا رہتا۔ اور مجھے دو دن چاہئے تھے۔ سارا کام اس وجہ سے ڈسٹرب ہو گیا کہ اس نے آج ہی سب کچھ کر کے پانچ پیارے بھی چھڑوا لئے۔ اس پر لازمی وہ نقلی گرباز پکڑا جاتا۔ میرے لئے مشکل ہو جاتی اور میں نے اسے دوپہر کے وقت ہی اٹھا لیا۔'' یہ کہہ کر اس نے سانس لیا پھر بولا، ''مجھے ایک بات بتاؤ گے جسپال؟''

''بولو۔'' جسپال نے کہا

''آخر تم مجھ تک اتنی جلدی کیسے پہنچ گئے، میں حیران ہوں، ایسا ممکن نہیں ہو سکتا؟'' اس نے حیرت سے پوچھا

''سچ بہت کڑوا ہے گرباز، میں بتا دیتا ہوں، لیکن ایک بات اگر تم بتاؤ تو؟''

''پوچھو۔'' اس نے سر ہلاتے ہوئے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

''مجھے اس کام پر کیوں لگایا گیا؟''

''کہانا بھل بلھیوں کے لئے۔تم کیا سمجھتے ہو،تم پولیس اور خفیہ کی نگاہوں میں نہ آتے ،میں نے انہیں اس ٹریک پر ڈال دیا تھا۔یہاں تک کہ ہر نیک کو بتا دیا تھا کہ وہ اغوا ہونے والا ہے،پھر بھی وہ بے وقوفی کر گیا۔جیسے ہی وہ اغوا ہوا، میں نے اپنا فیصلہ کر لیا تھا۔کوئی مجھ تک نہیں پہنچ سکا تم نے پارک میں مجھے گردن سے جا پکڑا،یہ کیسے؟''

اس پر جسپال ہنس دیا۔وہ سمجھ رہا تھا کہ بلاشبہ قسمت نے ہی ساتھ دیا ہے،ورنہ ایک سیل فون کال کی وجہ سے وہ پکڑا نہ جاتا۔اسے یہ بات سمجھ نہیں آسکتی تھی۔اس لئے وہ ان سے کھیلنے لگا

'' دیکھو،لالچ بہت بری بلا ہے،یہ ہم بچپن سے پڑھتے اور سنتے آئے ہیں،پھر بھی سبق نہیں لیتے۔تم نے نیہا اگروال کو استعمال کر کے اور ساری دولت لے کر غائب ہونے والے تھے۔ یہ تمہارا شروع ہی سے پلان تھا،ورنہ تم کبھی نقلی گرباز کھڑا نہ کرتے،کیا میں سچ کہہ رہا ہوں؟''

'' بالکل،ایسا ہی ہے''اس نے جواب دیا تو جسپال نیہا اگروال کے پاس گیا،اس کی گالوں پر پسٹل کی نال پھیرتے ہوئے بولا

''ایسا ہی تیری اس نقلی محبوبہ نے کیا،وہ تجھے پھنسا کر ساری دولت.....''

'' بکواس کر رہا ہے تو،میں ایسا .....''نیہا نے چیخ کر اس کی بات کاٹی۔

''اس کا حق ہے یہ ایسا کرتی،میں جو کر رہا تھا اس کے ساتھ،خیر جو ہوا،وہ ہو گیا،حقیقت یہ ہے کہ ہم تیرے قبضے میں ہیں،اب بتاؤ،کیا چاہتے ہو؟''

''مجھے سندو سے کوئی سروکار نہیں،اس جیسے پتہ نہیں کتنے لوگ ایسے بے نام موت مرجاتے ہیں،دھرم کی خدمت میں نے کر دی،ان پانچ پیاروں کو بچا کے۔اب صرف دولت ہی بچتی ہے،وہ دے دو،تم آزاد ہو۔''

''جتنی چاہو،دولت ملے گی،لیکن دھوکہ نہیں کرنا۔''اس نے سنجیدگی سے کہا

''دولت ملنے کے بعد جہاں چاہو گے ہم اپنی حفاظت میں تمہیں وہاں چھوڑیں گے۔''جسپال نے کہا اور ابھیت سے بولا''جیسے چاہو ڈن کر لو،یہ اب تم لوگوں کی ذمہ داری ہے۔''یہ کہہ کر اس نے گرلین کو اشارہ کیا اور باہر نکل گیا۔پورچ میں اس نے جا کر گرلین سے کہا''رونیت کور کے پاس چلو۔''

''او کے۔''اس نے کہا اور گاڑی کی جانب بڑھ گئی۔

جسپال بیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اور رونیت کور بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر نیم دراز تھی۔اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ جسپال نے اسے ساری روداد سنا دی تھی۔

''جسپال۔!ایک طرح سے دیکھا جائے تو جو کام تیرے ذمے تھا،وہ ہو گیا ہے۔ہمیں جسمیندر کو بتا دینا چاہئے۔اور وہ بھی جو موجودہ صورت حال ہے۔''رونیت کور نے اسی سنجیدگی سے کہا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

'' وہ تو ٹھیک ہے، لیکن مجھے سمجھنا یہ ہے کہ گرباز کا یہ کھیل کیسا تھا، کیوں کھیلا اس نے اتنا بڑا کھیل، کیا تم یہ سمجھ نہیں رہی ہو کہ جس قدر یہ بڑا کھیل تھا، اسی قدر اس کے پیچھے کوئی بڑا مفاد ہو سکتا ہے۔''

''گریٹ گیم کا یہ حصہ ہے جسپال، کوئی شاطر کہیں بیٹھا یہ کھیل، کھیل رہا ہوگا۔ اس نے مہرے ادھر ادھر کئے، اور یہ حقیقت ہے کہ ہم بھی اس کھیل میں مہروں سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہیں۔ میرا تو خیال ہے جسمیندر بھی اس کھیل میں مہرہ بن کر استعمال ہو گیا ہے، ہمارے ہاتھ کیا آیا فقط اسند کی وہ دولت جو گرباز لے کر جا رہا تھا، وہ بھی ہمیں ملی نہیں۔ '' رونیت کور بڑے درد سے بولی

''دیکھو، دولت ایک بڑی حقیقت ہے۔ کسی بھی تحریک کے لئے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وسائل دولت سے حاصل ہوتے ہیں۔ دوسری بات تم بھول رہی ہو، ہم نے ان پانچ پیاروں کو بھی تو بچا لیا ہے۔ واہگرو نے ہم سے یہ سیوا لے لی۔ یہ تھوڑی بات ہے۔'' جسپال نے کہا

''میں تمہاری بات سے انکار نہیں کرتی۔ دولت بھی حقیقت ہے، اب دیکھو اگر ہمارے پاس وسائل نہ ہوں تو ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ ان پانچ پیاروں کی بازیابی اور کینیڈا پہنچا دینے تک کی حفاظت، وہ اب ہماری ذمہ داری بن چکے ہیں۔'' رونیت کور نے اس کی بات سمجھتے ہوئے کہا۔

''لیکن رونیت، کیا تمہارا نہیں خیال کہ ہمیں اس کھیل کو ذرا مزید دیکھیں۔''

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے، دیکھنا چاہئے، لیکن پروفیسر صاحب کا خیال ہے کہ اپنی حد میں رہ کر کام کرنا ہے۔ جس دن ہم اپنی حد سے نکلے، وہ ہمارے لئے ٹھیک نہیں ہوگا۔'' رونیت کور نے گول مول جواب دیا

''ہم اپنی حد خود بڑھاتے ہیں، جب ہم نے کام ہی اپنے دھرم کے لئے کرنا ہے تو.....'' اس نے کہا تو رونیت کور نے پیار سے اس کے گال پر ہاتھ پھیرا اور بھیگے ہوئے لہجے میں بولی

''تم بہت تھک چکے ہو، تم ابھی سکون کرو، فریش ہو جاؤ گے تو باتیں کریں گے۔ اس پر بھی سوچ لیں گے۔ آؤ لیٹ جاؤ۔'' رونیت کور نے کہا اور جہازی سائیز کے بیڈ کی ایک طرف ہوگئی۔ جسپال نے اس کی طرف دیکھا اور پھر لیٹ گیا۔ اسے نیند آتے ہوئے زیادہ وقت نہیں لگا۔

☆.....☆.....☆

میں نے جیسے ہی درختوں کا جھنڈ پار کیا، میرے سامنے ایک بہت بڑے پاٹ والا دریا تھا۔ اس دریا کے اوپر سے ایک پل تھا جو دیکھنے میں بڑا نازک لگ رہا تھا۔ میں جیسے ہی اس پل پر آیا تو دریا کی سطح دیکھ کر ششدر رہ گیا۔ پل کے ایک طرف بڑا صاف اور شفاف پانی آ رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی پل کے نیچے سے دوسری طرف نگاہ پڑتی، وہاں کا منظر ہی کچھ دوسرا تھا۔ دریا کا پانی دو حصوں میں تقسیم تھا۔ دائیں جانب صاف ستھرا اور نیلگوں پانی تھا۔ اس میں پھول تھے اور خوشبو اٹھ رہی تھی۔ اسے دیکھ کر فرحت کا احساس ہو رہا تھا۔ ادھر کنارے پر رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ درخت تھے، پرندے تھے اور ہریالی تھی، جو نگاہوں کو بھلی لگ رہی تھی۔

اس کے ساتھ ہی گدلا، سیاہی مائل اور سڑاند مارتا ہوا تعفن زدہ پانی بہہ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس میں پیلی پیلی پیپ اور سرخ رنگ کا

WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN

خون بہہ رہا ہو۔ اس کے کنارے سڑے ہوئے گوشت کے لوتھڑے، آدھے ادھورے کھائے ہوئے انسانی بدن، ڈھانچے اور ہڈیاں پڑی ہوئیں تھیں۔ اس کے ساتھ ہی گدھ بیٹھے انہیں بھنبھوڑ رہے تھے۔ ایسا دریا میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دونوں پانی باہم بہہ رہے تھے۔ ایک دوسرے میں مل نہیں رہے تھے۔ میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ ایک دم سے آواز آئی

''کیوں حیرت زدہ ہو؟''

''اس دریا کو دیکھ کر۔'' میں نے تیزی سے کہا

'' غور سے دیکھو، یہ دریائے شہوت ہے۔ جو پیچھے کا پانی ہے، وہ سمجھو انسان کی وہ عمر ہوتی ہے جب وہ معصوم ہوتا ہے۔ لیکن جیسے ہی وہ بالغ ہونے کے پل سے گزر جاتا ہے تو شہوت کے دو ہی راستے ہیں۔ جس کا مشاہدہ تم کر رہے ہو۔ ایک وہ جو فطری راستہ ہے۔ اس میں سکون اور اطمینان ہے۔ غور سے دیکھو، اگلی نسل کو فطرت بھی خوش آمدید کہہ رہی ہے۔ وہاں زندگی ہے۔ جبکہ دوسری طرف موت کا پرہول سناٹا ہے۔ یہ شہوت کا غیر فطری بہاؤ ہے۔ جس کا انجام تم کناروں پر دیکھ سکتے ہو، جہاں صرف موت ہے۔''

''یہ فطری اور غیر فطری شہوت کے بہاؤ؟'' میں نے الجھتے ہوئے پوچھا

''یہ شہوت اس قدر قوت ہے کہ اسی کو نہ صرف قابو کرنے کی بڑی ضرورت ہے بلکہ پاکیزہ رکھنا اس سے بڑی ضرورت۔ یہ تخلیق کا منبع ہے۔ سنو۔! اگر آج عورت یا مرد میں سے کسی ایک کی تخلیقی قوت سلب ہو جائے تو اس زمین پر زندگی کب تک رہے گی۔ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو سال، یا اس سے ذرا زیادہ۔ غیر فطری بہاؤ، تخلیقی قوت کو ضائع کر دینے کے مترادف ہے۔ یہی وہ راستہ ہے جو انسانی نسل کو ختم کر دینے اور اس پر موت طاری کر دینے کی وجہ ہے۔ شہوت کا غیر فطری ذریعہ انسانی زندگی ہی کے لئے نہیں انسانی بقا کے لئے بھی خطرناک ہے۔''

میں اس دریا کو دیکھتا رہا اور اس آواز کا منتظر رہا لیکن کافی دیر تک خاموشی رہی۔ میں نے پل پار کرنے کے لئے قدم بڑھا دیئے۔ تو وہ پل میرے قدموں کے نیچے سے سرکنے لگا۔ میں لمحوں میں دریا پار کر گیا تو میرے سامنے ایک پہاڑ تھا۔ میں پہاڑ پر چڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ میں اس کی چوٹی پر چڑھ گیا۔ دوسری جانب میرے لئے ایک اور حیرت تھی۔

تا حد نگاہ لوگ ہی لوگ تھے۔ سبھی شور کر رہے تھے۔ کوئی ایک دوسرے کی جانب نہیں دیکھ رہا تھا۔ جیسے کان پڑی آواز انہیں سنائی ہی نہ دے رہی ہو۔ ان کی نگاہ زمین پر تھی۔ اس سے بھی آگے کھانے پینے کی چیزوں کا ذخیرہ تھا۔ وہ لوگوں سے بہت بلند تھا۔ کوئی بھی اور نہیں دیکھ رہا تھا، یا تو لوگ اس ذخیرے میں سے کھانے پینے کی چیزیں نکال نکال کر کھا رہے تھے یا ایک دوسرے سے چھین کر کھا رہے تھے۔ کوئی مانگ رہا تھا کسی کی زبان اتنی لمبی تھی کہ اس نے کھانے اس رکھے ہوئے تھے، وہ ہڑپ کر جاتا تو پھر سے ان پر کھانے رکھنے شروع کر دیتا۔ میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا اور حیران ہو رہا تھا۔

''یہ وادی جوف ہے۔ جسے تم پیٹ کی وادی بھی کہہ سکتے ہو۔''

''یہ کیسی وادی ہے، یہاں لوگ ہلکان کیوں ہو رہے ہیں۔'' میں نے حیرت سے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''اصل میں یہ کم ظرف لوگ ہیں۔ وہ دیکھ ہی نہیں رہے ہیں کہ زرق کا اتنا بڑا ذخیرہ ہے اس کی طرف تو دیکھیں۔ وہ تو اپنے نفس طرف دیکھ رہے ہیں۔ رزق کی کمی نہیں، ان کی نیت میں کمی ہے۔ اسی لئے ایک دوسرے سے چھین رہے ہیں۔ اور وہ دیکھو ایسے بھی ہیں اپنے حصے سے وافر اور اپنا بھی دوسروں کو دے رہے ہیں، وہ لوگ دیکھو، کتنے مطمئن ہیں۔''

''ہاں میں دیکھ رہا ہوں، جو جتنا زیادہ ذخیرہ کر رہے ہیں، ان کے پاس سے اتنا زیادہ تعفن اٹھ رہا ہے۔''

''وادی جوف کے لوگ صرف پیٹ سے سوچتے ہیں، جو جتنا پیٹ سے سوچتا ہے اتنا ہی زیادہ تعفن پھیلاتا ہے۔ اور وہ تعفن اس کی ذات تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس سے دوسرے بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔''

''کیا اب مجھے بھی اس وادی کو پار کرنا ہوگا۔''

''نہیں تجھے پیٹ تک کا مشاہدہ کروادیا گیا ہے۔ آگے تو سوچ تجھے کیا کرنا ہے۔ تو جس منزل کا راہی ہے، وہ منزل ابھی دور ہے۔ تجھے ابھی سفر میں رہنا ہے، یہاں تک کہ تیری منزل آجائے۔''

میں ان لفظوں پر غور کر ہی رہا تھا کہ ایک دم سے اندھیرا چھا گیا۔ مجھے لگا جیسے میں نیند سے جاگا ہوں یا پھر بے ہوشی کے عالم سے ہوش میں آیا ہوں۔ میں ویسے ہی جال میں پھنسا ہوا تھا۔ تیز ہوا پھڑ پھڑا رہی تھی اور میں نجانے کس منزل کی جانب جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد مجھے لگا میں نیچے کی طرف جا رہا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کی سرچ لائیٹ روشن ہوگئی۔ میں نے نیچے دیکھا، وہاں درخت ہی درخت تھے۔ اور میں جال سمیت تیزی سے نیچے جا رہا تھا۔

☆.....☆.....☆

دوپہر کے بعد جسپال کی آنکھ کھلی تو رونیت کور نے اس سے کہا

''تیار ہو جا، پروفیسر صاحب کے پاس جانا ہے۔ وہاں پر سینئر ساتھی آرہے ہیں۔''

''ٹھیک ہے۔'' یہ کہہ کر وہ بیڈ سے اٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد وہ پروفیسر کے گھر تھے، جہاں تین سکھ جوان اور ایک عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ ان کے درمیان گہری سنجیدگی تھی۔ وہ بھی جا کر بیٹھ گئے۔ تو پروفیسر نے ان کا تعارف کراتے ہوئے کہا

''یہی وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ میں کسی بھی اہم مسئلے پر مشورہ لیتا ہوں۔'' پھر ان کی طرف دیکھ کو بولا ''یہ ہے وہ نوجوان جس نے گرباز جیسے بندے کو ایک ہی رات میں پکڑ لیا۔''

''واہ بھئی واہ۔! میرے خیال میں جس طرح اس نے اپنا سیٹ اپ بنایا تھا، اسے پکڑنا بہت مشکل تھا۔ اس نے نکل جانا تھا۔'' ایک نے کہا تو پروفیسر صاحب بولا

''وہ تو جو ہونا ہے وہ ہوگیا۔ ہرپال، ابھیت اور گرلین کی ذمے داری ہے کہ وہ اب انہیں سنبھال لیں گے۔ ایک دو دن میں اس کا سب ہو جائے گا۔ اصل معاملہ یہ ہی کہ اب کیا کرنا ہے؟''

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''کس معاملے میں؟'' ایک نے پوچھا

''یہی سندو کے معاملے، دیکھو، سندو کی دولت ہمارے ہاتھ لگ جاتی ہے تو اس کے بعد ہمیں اس سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ مگر سندو مل جاتا ہے تو اس کا دوہرا فائدہ ہے، وہ ہماری طاقت بن سکتا ہے۔ دولت تو ہاتھ آ ہی جائے گی۔ تیسری بات یہ جو پانچ پیاروں کی واپسی ہے، اس سے خالصتان تحریک اور اس کے ساتھ جڑے ہوئے جو لوگ بھی ہیں ،ان میں ہماری ساکھ بن چکی ہے۔ ہم کوئی جرائم پیشہ لوگ نہیں، ہم بھی تو اپنے انداز میں دھرم ہی کا کام کر رہے ہیں۔'' پروفیسر نے تفصیل سے بتایا تو دوسرے نے کہا

''تو آپ کا مطلب ہے کہ سندو کا تلاش کیا جائے؟''

''یہی تو میں نے آپ سب سے مشورہ کرنا ہے۔'' پروفیسر نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

''میرے خیال میں تو اس تلاش کرنا چاہئے، اگر مل جائے تو اچھا ہی ہے۔'' ایک عورت نے صلاح دی

''کیوں آپ سب کیا کہتے ہیں'' اس نے پوچھا تو کچھ دیر بعد وہ سب اسی بات پر راضی ہو گئے کہ سندو کو تلاش کرنا چاہئے۔ یہ کیسے ممکن تھا، یہ بعد کی بات تھی۔

کھانے کے بعد وہ سب لوگ چلے گئے۔ یہ ذمہ داری جسپال ہی پر ڈال دی گئی کہ وہ سندو کو تلاش کرے۔ جسپال جیسے ہی واپس رونیت کے گھر آ کر صوفے پر بیٹھا تو صوفے کے دوسرے سرے پر بیٹھتے ہوئے رونیت کور نے پوچھا

''کہو، کرو گے نا تلاش اسے ہمارے ساتھ مل کر؟''

''تم اگر میرے ساتھ رہو، تو میں کوشش کرلوں گا۔'' اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ ہنستے ہوئے بولی

''میں اسے مذاق سمجھ کر ہنس لوں یا تم کوئی شرط لگا رہے ہو؟'' رونیت کور نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

''جو تم سمجھ لو۔'' اس نے بھی گول مول جواب دیا تو ایک دم سے خاموش ہو گئی۔ تبھی جسپال کا فون بج اٹھا۔ اس نے اسکرین پر نگاہ ڈالی تو وہ رو ہی سے معلوم ہوتا تھا۔ وہ کچھ دیر باتیں سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر حد درجہ سنجیدگی طاری ہو چکی تھی۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ جمال کو میلے والے میدان سے اٹھا لیا گیا ہے۔ فون بند کرنے کے بعد اس نے رونیت کی طرف دیکھا اور بولا

''ہو سکتا ہے میں اب تم لوگوں کی مدد نہ کر سکوں۔ مجھے ایک اہم ذمے داری نبھانے کے لئے جانا ہوگا۔ بہت معذرت کے ساتھ، پروفیسر صاحب کو بتا دینا۔''

''یہ کیا کہہ رہے تم، ایسی کون سی افتاد پڑ گئی ہے؟'' وہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے بولی

''یہ میرے لئے سب سے بڑی اور سب سے اہم ذمے داری ہے۔ جسے میں نظر انداز نہیں کر سکتا۔ سوری۔'' اس نے کہا تو رونیت کور اس کی طرف یوں دیکھنے لگی جیسے وہ کسی دوسری دنیا کی مخلوق ہو۔

''لیکن کیا تم اکیلے یہ سب کرلو گے جو تم کرنے جا رہے ہو؟'' اس نے پوچھا

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

''یہاں بھی تو میں اکیلے ہی آیا تھا۔'' وہ بولا

''مگر تمہیں ہماری مدد لینا پڑی تھی۔'' اس نے جواب دیا تو جسپال نے ایک لمحہ کو سوچا۔ تبھی رونیت نے کہا

''تم میرے ساتھ چلو پروفیسر کے پاس، ہم کوئی راستہ نکالتے ہیں، ہم تمہاری مدد کر سکتے ہیں۔''

''او کے۔'' اس نے ایک دم سے کہا اور اٹھ گیا

☆.....☆.....☆

یہ کوئی مشاہدہ نہیں تھا بلکہ میں پورے ہوش وحواس کے ساتھ وہ گھنا جنگل دیکھ رہا تھا۔ اندھیرے میں پتہ نہیں چل رہا تھا کہ وہ کتنا بڑا ہے۔ میں صرف اتنا ہی دیکھ سکتا تھا، جہاں سرچ لائیٹ کی روشنی پڑ رہی تھی۔ اس سے آگے کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ درختوں کے جھنڈ میں ایک بڑا سارا میدان تھا۔ میں دھیرے دھیرے نیچے آ رہا تھا۔ اس میدان میں کافی ساری گاڑیاں کھڑی تھیں۔ یہاں تک کہ میرے قدم زمین سے جا لگے۔ اس کے ساتھ ہیلی کاپٹر سے جال الگ ہو گیا۔ ذرا سی کوشش کے بعد میں جال سے باہر آ گیا۔

ہیلی کاپٹر جا چکا تھا۔ میرے سامنے بہت ساری مختلف ماڈل اور میک کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ ہر طرف ملجگا اندھیرا تھا۔ کافی فاصلے پر کوئی عمارت کا شائبہ تھا، جو بہت زیادہ روشن تھی۔ میں کہاں تھا؟ اس بارے مجھے کچھ پتہ نہیں تھا۔ تبھی عمارت کی طرف سے تیز روشنی ہوئی۔ وہ گاڑیوں کا ایک قافلہ تھا، جو لمحہ بہ لمحہ نزدیک ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر مجھ سے ذرا سے فاصلے پر رک گیا۔ ہیڈ لائیٹس مجھ پر پڑ رہی تھیں۔ ان گاڑیوں میں سے کئی لوگ باہر نکلے۔ وہ کافی سارے تھے۔ ان میں ایک لمبا سا آدمی آگے بڑھتے ہوئے میری طرف آ کر چند قدم کے فاصلے پر رک گیا۔

''اس جزیرے پر خوش آمدید، میں مانتا ہوں کہ تمہیں یہاں لانے کا طریقہ کچھ ٹھیک نہیں تھا، مگر اس کے سوا کوئی اور راستہ بھی نہیں تھا۔ اس کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔''

''یہ کون سا جزیرہ ہے اور تم کون ہو۔'' میں نے اس سے پوچھا

''دیکھو جمال۔! ہم تمہارے کسی سوال کا جواب دینے کے پابند نہیں ہیں۔ لیکن ہم تمہارے ساتھ بہت ساری باتیں کرنے والے ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ تم یہاں دوست بن کر رہو۔ ہم نہیں چاہتے کہ خون خرابہ ہو، لڑائی بھڑائی میں کوئی مارا جائے۔'' اس نے تحمل سے کہا

''ایسا کیوں چاہتے ہو تم؟'' میں نے پوچھا

''ہم تمہیں اپنا مہمان بنا کر رکھنا چاہتے ہیں، جب تک تم کسی کو کچھ نہیں کہو گے۔ تم اس جزیرے پر آزاد ہو۔ فرار ہونے کی کوشش بھی کرو گے تو نہیں روکیں گے۔ کیونکہ تم فرار ہو نہیں پاؤ گے۔'' اس نے اسی تحمل سے کہا

''مجھے یہاں لانے کا مقصد؟'' میں پھر پوچھا

''یہی تو، یہی تو بتانا ہے بلکہ سمجھانا ہے، اور وہ ہمارا باس تمہیں بتائے گا۔ اگر تم میری بات سمجھ گئے ہو تو آؤ، چلیں۔'' اس نے ساتھ میں ہاتھ کا اشارہ کیا تو میں آگے بڑھ کر اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے ہاتھ ہی کے اشارے سے ایک گاڑی کی طرف راہنمائی کی۔ میں اس میں جا کر

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abqhar.com

بیٹھ گیا۔ چند منٹ بعد یہ قافلہ واپس جا رہا تھا۔

وہ ایک شاندار عمارت تھی۔ اس جنگل میں ایک محل کا ہونا حیران کن ہی تھا۔ اس کی چار دیواری کی اونچائی بہت زیادہ تھی۔ میں پورچ میں اتر کر یہی دیکھ رہا تھا کہ میرا میزبان بولا

''یہ چار دیواری اس لئے اونچی بنا گئی ہے اور اس پر لوہے کا جنگلہ اس لئے لگایا گیا ہے کہ اس جزیرے کے خونخوار درندے اور وحشی لوگ ادھر نہ آ جائیں۔''

وہ میری نگاہیں بھانپ کر مجھے ایک دوسرا ہی پیغام دے کر سمجھا گیا تھا۔ میں اس کے ساتھ اندر کی جانب بڑھ گیا۔ سامنے ہی ایک وجیہ مرد اور حسین عورت کھڑے تھے۔ اس نوجوان نے مجھے ان کے حوالے کیا۔ وہ مجھے لیتے ہوئے ایک شاندار کمرے میں لے گیا۔ جو کسی فائیو سٹار ہوٹل کے سوئٹ جیسا تھا۔

''تمہیں یہاں رہنا ہے۔ تم فریش ہو جاؤ، تو پھر تمہارے لئے یہیں کھانا لاتے ہیں۔ کیونکہ باقی سب کھا چکے ہیں۔'' اس مرد نے کہا اور باہر چلا گیا

''اس جانب باتھ روم ہے۔ جاؤ، میں تمہارے لئے کپڑے نکالتی ہوں۔'' اس عورت نے لچک کر کہا اور ایک جانب چلی گئی۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں یہاں قیدی ہوں یا مہمان؟ رات گئے میرے سو جانے تک انہوں نے میرے ساتھ مہمانوں والا سلوک ہی رکھا۔

میں سو جانے کے لئے بیڈ پر دراز ہوا تو میلے والے میدان سے لیکر یہاں آ جانے تک جو مشاہدہ کروا گیا تھا۔ میں اس پر غور کرنے لگا۔ یہ مشاہدہ بے مقصد نہیں تھا۔ لازمی چور پر میری آنے والی زندگی میں اس کی ضرورت تھی۔ مجھے ایک ایک واقعہ یاد آ رہا تھا۔ اس مشاہدے میں مجھے کیا کیا بات سمجھائی گئی تھی، اس ظہور ہونا باقی تھا۔ نجانے کب میری آنکھ لگ گئی۔

میں صبح جب بیدار ہوا تو ہر جانب اُجالا پھیلا ہوا تھا۔ میں اٹھ کر کھڑکی میں گیا تا کہ باہر کا نظارہ کر سکوں۔ میرے سامنے ایک گہرا سبز لان تھا اور اس سے آگے گہرے سبز اور شاداب درخت۔ میں نے کھڑکی کھولی تو خوشگوار ہوا سے ایک دم میرے اندر خوشگواریت اتر گئی۔ میں کافی دیر وہیں کھڑا رہا۔ تبھی مجھے پشت پر سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''آپ تیار ہو جائیں، کچھ دیر بعد میٹنگ ہے۔''

میں نے گھوم کر دیکھا جین اور ٹی شرٹ پہنے ایک لڑکی کھڑی تھی۔ اس کے بال کھلے تھے اور چہرے پر سکوت طاری تھا۔ اس کی آواز اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

''او کے۔ تم جاؤ'' میں نے کہا

''نہیں، میں آپ کو تیار کروں گی۔'' اس نے کہا تو میں نے کاندھے اُچکا دیئے۔

وہ ایک بڑا ہال تھا۔ جس کی چھت خاصی اونچی تھی۔ وہ خالی تھا۔ وہاں کرسیاں ہوئیں لگیں۔ ہر ایک کے سامنے میز تھا۔ میں نے

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

abghar.com

بزنس سوٹ پہنا ہوا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کہ میں کوئی بزنس میٹنگ لینے جا رہا ہوں۔ درمیان میں ایک میز خالی پڑی ہوئی تھی جس کے دونوں جانب کرسیاں پڑیں ہوئیں تھیں۔ وہی لڑکی مجھے ایک خالی کرسی پر بٹھا گئی۔ میرے بیٹھتے ہی ہال کی دائیں جانب سے ایک دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر شخص نمودار ہوا۔ وہ آتے ہی بیٹھ گیا۔ اس نے میری طرف دیکھا اور پھر شفاف انگریزی میں بولا

''جمال۔! تمہیں یہاں خوش آمدید کہتا ہوں۔ ہر والدین کی طرح بچپن میں، میرے والدین نے بھی میرا ایک نام رکھا تھا، جس سے میں جان چھڑا چکا ہوں۔ وہ نام ایک خاص مذہب اور قوم کی نمائیدگی کرتا تھا۔ جب مجھے شعور آیا تو میں نے اس سے جان چھڑوالی۔ میں آزاد ہو گیا۔ اگر تم مجھے پکارنا چاہو تو اپنی زبان میں ''آزاد'' کہہ سکتے ہو۔'' یہ کہہ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکا پھر کہتا چلا گیا،'' میرا تمہیں یہاں لانے کا طریقہ بہت غلط تھا۔ یوں جیسے کسی کو اغوا کر کے لایا جاتا ہے، لیکن میری مجبوری تھی۔ یہاں تمہاری طرح کئی لوگ ہیں۔ سبھی کو ایسے ہی لایا ہوں۔ سب سے الگ الگ بات کرنے میں وقت لگ جاتا، یہاں سب سے فوراً بات ہو سکتی ہے۔ اب دیکھو لوگوں کو یہاں اکٹھا کرنے میں تین ہفتے لگ گئے۔ الگ الگ بات کرنے اور سمجھانے میں کتنا وقت لگتا۔''

''تم مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہو۔'' میں نے تحمل کے ساتھ اس سے پوچھا

''طاقت، اور بہت زیادہ طاقت۔ اس خطے پر حکومت چاہتا ہوں، جس کے میں اور تم باسی ہو۔ سرحدوں کی کوئی اہمیت نہیں، مذہب، زبان، رنگ نسل کسی کی کوئی اہمیت نہیں، ان سب سے ماورا ہو کر اس خطے پر حکومت کرنی ہے، جس پر صدیوں سے دوسرے لوگ ہمیں محکوم بنائے رہے۔ وہ گئے تو دور دراز کے لوگ ہم پر حکومت کر رہے ہیں۔ کیوں؟''

''شاید اس لئے کہ ہم محکوم رہنا پسند کرتے ہیں'' میں نے تلخی سے کہا

''تاریخ یہ بتاتی ہے کہ اس خطے پر آریان نے قبضہ کیا۔ انہوں نے انسانیت پر ظلم یہ کیا کہ مذہب کو استعمال کیا، انسان پر انسان کی حکومت کے لئے۔ شودر بھی تو انسان تھے انہیں ذلیل کر کے رکھ دیا۔ یہ ان کا مذہب نہیں بلکہ ان کا خوف تھا کہ ہم سے اپنا وطن واپس نہ چھین لیں۔ یہ حربہ کامیاب رہا۔ یہاں تک کہ انگریزوں نے بھی یہی حربہ مسلمانوں کے لئے استعمال کیا۔ خیر، آج بھی ایسے ہی ظلم جاری ہیں۔ سرحدوں نے ملک بنا دیئے، لیکن ہر ملک میں انسان کا استحصال جاری ہے۔ غربت، بھوک، بیماری، ذلالت، انسان کا مقدر ہی کیوں؟ دس سے پندرہ فیصد لوگ اتنی دولت رکھتے ہیں کہ ان کا شمار نہیں۔''

''تو کیا ہم ان کی دولت چھین کر ان غریبوں میں بانٹ دیں؟'' میں نے سکون سے کہا

''ضروری نہیں کہ چھین لیں، طاقت کے آگے ہر شے بے بس ہو جاتی ہے۔ میں یہ نہیں چاہتا، میں تو اس سے بھی آگے کا سوچ رہا ہوں۔ اگر تم لوگ میرا ساتھ دو تو ہم اس خطے میں اپنی مرضی کی حکومت بنائیں، جب چاہیں اور جو چاہیں کریں، لیکن باہر کی طاقتوں کو یہاں گھسنے نہیں دیں۔''

''مطلب تم، کسی کی گریٹ گیم کے مہرے ہو، اور آگے ہمیں مہرے بنانا چاہتے ہو۔'' میں نے کہا

''تم اسے اس طرح سوچ سکتے ہو، لیکن میں کسی کا مہرہ نہیں، میں تو اس گریٹ گیم سے نکلنے کا کہہ رہا ہوں۔ چھپے ہوئے ہاتھ جب چاہیں اور

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جس کا چاہیں خون بہادیں، کیا تم نے کبھی کسی معصوم بچے کی خون میں نہائی ہوئی یا ادھ جلی لاش دیکھی ہے؟ اگر دیکھی ہے تو کیا جذبات تھے تمہارے؟''

''مجھے جذباتی کرنے کی کوشش مت کرو۔ سیدھی بات کرو، مجھے ہی کیوں چنا، اور تم نے کیسے مان لیا کہ میں تمہاری بات مان جاؤں گا؟''

''نہ مانو، جبکہ مجھے یقین ہے کہ تم میری بات سے انکار نہیں کر پاؤ گے۔ میں پچھلے ایک سال سے تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ تم میں ہمت ہے، حوصلہ ہے، کچھ کرنے کی قوت بھی ہے، لیکن تمہارے پاس کوئی مقصد نہیں۔ حالات نے تجھے جس راہ پر ڈال دیا، تم بگٹٹ بھاگے جا رہے ہو۔ تم میں صرف ایک خوبی ہے جس کی وجہ سے میں نے تمہیں یہاں لانے کا اتنا تردد کیا، تم مجرمانہ ذہن نہیں رکھتے ہو۔ ورنہ دولت، طاقت اور حکومت کسے نہیں چاہیے۔ جرائم پیشہ لوگوں کی یہاں میں لائین لگا دیتا، جس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔'' یہ کہہ کر وہ سانس لینے کے لئے رکا پھر بولا ''تم میرے مہمان ہو، یہاں سکون سے رہو۔ سوچو اور پھر فیصلہ دینا۔ ایک دن تم واپس بھی چلے جاؤ گے۔ جائے بنا چارہ بھی نہیں۔ حتمی فیصلہ تمہیں ہی کرنا ہوگا۔''

''تم ہو کون؟ اور اصل مقصد .....''

''یہ قبل از وقت سوال ہے۔ میں اپنے بارے میں بھی بتاؤں گا۔ میرا مقصد کیا ہے یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن اتنا بتا دوں۔ میں بے جا خون بہانے کے خلاف ہوں، مجھے نفرت ہے جو سازشیں کرتے ہیں، مذہب کی آڑ لے کر اپنے غلیظ مقاصد پورے کرتے ہیں۔ انسانیت کا نام لے کر مکروہ منصوبے گھڑتے ہیں۔ تم صرف ایک ہفتہ رہو۔ سب سمجھ جاؤ گے۔''

''اور اگر میں ایک ہفتے سے پہلے ہی یہاں سے چلا گیا تو.....'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

''یہ تمہاری شدید غلط فہمی ہوگی۔ میری مرضی کے بغیر تم یہاں سے جا بھی نہیں سکتے ہو۔ ابھی تم نے یہ جگہ نہیں دیکھی، خیر، اگر تم پھر بھی یہاں سے چلے جاؤ تو تم جو کہو گے میں وہ کرنے کو تیار ہوں گا۔''

''یہ لفظ یاد رکھنا مسٹر آزاد، کیونکہ مجھے تمہاری باتوں سے بدبو آ رہی ہے۔ تم بھی انہی بے غیرت لوگوں میں سے ہو، جو انسانیت اور غریب لوگوں کا نام لے کر زندگی پر اتر آتے ہیں۔ خود کو سیکولر کہلوا کر مذہبی خونخواری کرتے ہو۔ میں تمہارا نقاب اتار دوں گا۔'' میں نے سخت لہجے میں کہا تو وہ ایک دم سے ہنس دیا۔ پھر بولا

''چلو، ایسے ہی سہی، میں چاہتا تھا کہ ہم سکون اور پیار بات کو سمجھتے لیکن تم کچھ اور ہی چاہ رہے ہو۔ آج کی میٹنگ یہیں ختم کرتے ہیں۔ باقی باتیں کل سہی۔'' اس نے یہ کہا اور میری طرف دیکھتا ہوا اٹھ گیا۔

میں اس ہال سے باہر نکلا تو میں بہت حد تک سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا چیز تھا۔ اس کے عزائم کیا ہو سکتے تھے۔ مجھے اسکی باتوں نے ذرا سا بھی متاثر نہیں کیا تھا۔ میری ساری توجہ وہاں سے فرار ہونے کی جانب ہو گئی۔

میں محل کی راہداریوں سے ہوتا ہوا باہر جانے لگا۔ میں باہر آ گیا۔ میرے سامنے ایک لمبا راستہ تھا، جس کے دونوں طرف سبزلان تھے۔ بیرونی گیٹ پر کوئی چوکیدار یا سیکورٹی والا نہیں تھا۔ مجھے تھوڑی سی حیرت تو ہوئی کہ سیکورٹی گارڈ کے نام پر کوئی بندہ نہیں تھا۔ اس کے ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس نے کوئی جدید قسم کا سیکورٹی سسٹم بنایا ہوگا۔ جسے بہرحال سمجھنا ضروری تھا۔ میں سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ میں نے جیسے ہی گیٹ کی طرف

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانیوالے راستے کی طرف قدم بڑھائے ایک دم سے زوردار قہقہوں کی آواز سنائی دیئے۔ میں نے اس جانب دیکھا تو چند مرد اور تین عورتیں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ سبھی میری جانب دیکھ رہے تھے۔ ایک مرد نے ہاتھ ہلا کر مجھے اپنی طرف بلایا۔ میں ایک لمحہ سوچے بغیر ان کی طرف بڑھ گیا۔ میں ان کے پاس گیا اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تبھی وہی مرد بولا

''یہ تو ہمیں معلوم ہو ہی گیا ہے کہ تم یہاں پر نئے ہو۔ تمہارے انداز سے لگتا ہے کہ تم مسٹر آزاد سے میٹنگ بھی کر آئے ہو۔ اور اب تم یہاں سے بھاگ جانے کی سوچ بھی رہے ہو گے؟''

''تمہاری ساری باتیں درست ہیں۔'' میں نے اعتراف کر لیا تو سارے ہنس دیئے

''یہ تو ٹھیک ہے فوراً مان گیا؟'' ایک عورت نے کہا

''کیا ہم پوچھ سکتے ہیں کہ تم کون ہو اور کہاں سے اٹھا کر لائے گئے ہو؟'' مرد نے پوچھا تو میں نے اپنے بارے میں بتا دیا

اس کا مطلب ہے تم پنجابی سمجھ سکتے ہو؟'' ایک نوجوان نے کہا

''ہاں، کیا تم بھی پنجابی ہو؟'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

''ہاں، میں بھی ہوں۔'' اس نے دھیمے سے بتایا

''اور تم لوگ؟'' میں نے سب کی طرف دیکھ کر کہا تو پہلے والی عورت بولی

''ہماری تفصیل ذرا لمبی ہے، بتا دیں گے، لیکن اتنا بتا دیں کہ ہم بھی تمہاری طرح یہاں مہمان ہیں۔'' یہ کہہ کر اس نے زوردار قہقہہ لگا دیا

''تم باہر کی طرف اس لئے جا رہے تھے کہ یہاں سے فرار ہو سکو؟'' پہلے والے مرد نے پوچھا پھر فوراً ہی بولا'' اور یہ بات یقینی ہے کہ تمہارے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں ہو گا؟''

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔'' میں صاف کہہ دیا

''تو پھر سن لو، تم یہاں سے باہر نہیں جا سکتے، میرے خیال میں تجھے یہ بھی معلوم نہیں ہو گا کہ تم اس وقت ہو کہاں پر۔''

''میں جہاں بھی ہوں، ہوں تو اسی زمین پر نا۔'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا

''زمین پر،'' اس نے طنزیہ انداز میں کہا، پھر یوں بولا جیسے وہ مجھے اس دنیا کا احمق ترین آدمی سمجھ رہا ہو،'' اگر یہاں سے نکلنا اتنا آسان ہوتا تو ہم سب یہاں سے کب کے جا چکے ہوتے۔ کوئی یہاں چار ہفتوں سے پھنسا ہوا ہے، کوئی دو اور کوئی تین۔ اور تم آج رات ہی آئے ہو، یہاں کے بارے پتہ کچھ نہیں اور.....''

''تم کیوں نہیں نکل سکے یہاں سے؟'' میں نے تحمل سے پوچھا

''جس جگہ ہم ہیں، یہ ایک جزیرہ ہے۔ اس کے چاروں طرف سمندر ہے۔ یہاں آنے اور یہاں سے جانے کا راستہ صرف ایک ہے اور وہ وہی ہے جس طرح ہمیں یہاں لایا گیا ہے۔ اس جزیرے پر گھنا جنگل ہے۔ جس میں ہر طرح کا خون خوار جانور موجود ہے۔ یہاں سے لیکر ساحل

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تک اگر ان جانوروں سے کوئی بچ بھی جائے تو ان وحشیوں سے کوئی نہیں بچ سکتا جو یہاں رہتے ہیں۔ انہی وحشیوں کے ہاتھوں تمہاری طرح کا ایک سرپھرا ہلاک ہو چکا ہے۔ وہ اسے کھا گئے ہیں۔ اگر تم بھی ان کا نوالا بننا چاہتے ہو تو جاؤ۔''

''اور اگر بچ گئے تو آ کر ہم سے ہمارے بارے پوچھ لینا، ہم تمہیں اپنا تعارف کروا دیں گے۔'' اسی عورت نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

میں نے ان سب کی طرف دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ مجھے یوں دیکھنے لگے جیسے میں پاگل ہوں یا دنیا کا احمق ترین انسان ہوں۔

''ٹھہرو۔! میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔'' وہی پنجابی نوجوان اٹھ گیا

''واہ، اچھا لگا مجھے، کیا نام ہے تمہارا؟'' میں نے خوش ہوتے ہوئے پوچھا

''مجھے سندیپ اگروال کہتے ہیں، تم مجھے سندو بھی کہہ سکتے ہو۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور میری جانب قدم بڑھا دیئے۔ ہم نے سب پر نگاہ ڈالی اور باہر کی جانب چل دیئے۔

☆ ☆ ☆

(امجد جاوید کا یہ دلچسپ اور طویل ناول ابھی جاری ہے، باقی واقعات اگلی قسط میں پڑھیے)

صدیوں کا بیٹا

شہرہ آفاق سلسلہ ''**صدیوں کا بیٹا**'' اب کتاب گھر کے قارئین کی بے حد فرمائش پر آن لائن کر دیا گیا ہے۔ ''صدیوں کا بیٹا'' دلچسپ داستان ہے ایک مسافر بردار طیارے کی جسے دوران سفر ایک حادثہ پیش آ گیا اور اُس کے مسافر برف کے وسیع پہاڑوں میں زندگی کی جنگ لڑتے لڑتے آخر کار موت کے مونہہ میں چلے گئے۔ جہاز کے سینکڑوں مسافروں میں سے صرف ایک پاکستانی پروفیسر ''خاور'' اور اُسکی ۲ بیٹیاں فرزانہ اور فروزاں ہی زندہ بچ پائی۔ اور پھر برف کی اس وادی سے نکلنے اور بیرونی دنیا سے رابطہ کرنے کی کوششوں میں وہ لوگ ایک ایسی جگہ نکل آئے جہاں ایک انوکھا انسان محوِ خواب تھا۔ ایک ایسا انوکھا انسان جو صدیوں سے زندہ تھا۔ جس نے انسان کی ارتقا کا سفر اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ تاریخ کے ہر دور کا وہ چشم دید گواہ تھا۔ وہ صدیوں سے زندہ تھا اور صدیوں تک زندہ رہے گا۔ کائنات کے عناصر آگ، پانی، ہوا، ستارے سب اُس کے دوست ہیں۔ سمندروں کی گہرائیوں اور برف کے ریگزاروں تلے وہ صدیوں محوِ خواب رہتا ہے اور اُسکا جسم خراب نہیں ہوتا۔ ایک ایسا انوکھا انسان جو آگ کا غسل کرتا ہے اور آگ کے شعلے اُس کے حسن کو نکھار کر اُس کی جوانی کو جلا بخشتے ہیں۔ وہ صدیوں کا بیٹا ہے اور اُس کی کہانی صدیوں کی داستان ہے۔

''صدیوں کا بیٹا'' کتاب گھر پر دستیاب ہے۔ جسے ایکشن ایڈونچر ناول سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY